ماہنامہ

ربوۃ

خالد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فاستبقوا الخیرات

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں" (الہام حضرت مسیح موعود)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" (المصلح الموعود)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۲۶ شمارہ ۳

صلح سنہ ۱۳۵۸ ہش

جنوری سنہ ۱۹۷۹ء

ایڈیٹر
حافظ مظفر احمد

نائبین
محمد الیاس منیر ۔ سید حسین احمد
ہدایت اللہ ناصر

پبلشر: محمد شفیق قیصر ۔ پرنٹر: سید عبد الحی
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت
دفتر ماہنامہ خالد ۔ دارالصدر جنوبی ربوہ

الفہرس

قیمت سالانہ پندرہ روپے ۔ قیمت پرچہ ہذا چار روپے

اداریہ

خالد کی سلور جوبلی

ماہنامہ خالد کیلئے ۱۹۷۸ء تاریخی سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے اکتوبر ۱۹۷۸ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خالد کو ۲۵ سال پورے ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ نوجوانانِ احمدیت کا یہ ترجمان مسلسل ربع صدی تک نشیب و فراز زمانہ اور پُر آشوب ادوار میں بھی کامیابی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہا۔

خالد کا بڑا مقصد احمدی نوجوانوں کی تعلیم و تربیت، انہیں علوم دینیہ سے خصوصاً اور علوم جدیدہ سے عموماً متعارف کرانا رہا ہے۔ تنقید، مخالفت، جانبداری اور سیاست میں دخل اندازی ہماری پالیسی نہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ خالد کا دامن ان باتوں سے پاک رہا ہے جس پر خالد کی تاریخ شاہد ہے۔

ع این سعادت بزورِ بازو نیست۔

جہاں تک رسالہ کے معیار کا تعلق ہے گزشتہ پچیس سالہ عرصہ میں اس کا معیار وقت کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ بلند ہوتا رہا ہے۔ اور اب ہم بجا طور پر فخر کے ساتھ اسے دوسرے علمی و دینی ادبی رسائل کے مقابلہ پر پیش کر سکتے ہیں۔

حال ہی میں ماہ نومبر و دسمبر پر مشتمل خالد کا باتصویر اجتماع نمبر شائع کیا گیا ہے اس کے معاً بعد یہ دوسری خصوصی اشاعت "خالد کی سلور جوبلی" کی مبارک تقریب کے لئے ایک یادگار ہو گی۔

اس مبارک۔ تاریخی موقع پر ہم خدا تعالیٰ کے حضور دعا گو ہیں کہ خدا کرے خالد کا معیار خوب سے خوب تر ہوتا چلا جائے اور خدام الاحمدیہ کا یہ ترجمان ہمیشہ اپنی روایات کے ساتھ ترجمانی کا فریضہ کما حقہٗ ادا کرتا رہے۔

ہماری یہ بھی دعا ہے کہ ادارہ خالد سے منسلک جملہ احباب اس کے سرپرست، مدیران، کارکنان اور قلمی معاونین سب کو اللہ تعالیٰ بیش از بیش خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور اسے آئندہ برکات کا پیش خیمہ بنائے۔ (آمین)

(۲) امام جماعت احمدیہ کی دنیائے عیسائیت کو دعوتِ اسلام

"(The) spiritual son of Muhammad had already appeared. I, who am standing before you and have the honour to address you am the deputy and 3rd successor of the Messiah.....

I urge you to turn to the one God without associate and to bend your necks to His obedience .....

I call you to follow Muhammad (on whom be peace).....

Come forward and, responding to the call of the successor of the Muslim Messiah, accept Islam, for theirin lies your own total good and the good of your future generation, failing which, a terrible ruin awaits you, of which I warned you in detail eleven years ago in this city."

"محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا (موعود) روحانی فرزند ظاہر ہو چکا ہے اور مَیں جو آپ کے سامنے کھڑا ہوں اور آپ سے مخاطب ہوں اس کا نائب اور تیسرا خلیفہ ہوں ...... مَیں آپ کو خدائے وحدہٗ لاشریک کی طرف رجوع کرنے اور اس کی اطاعت میں اپنی گردنیں جھکانے کی تلقین کرتا ہوں ...... مَیں آپ کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے لئے بلاتا ہوں ....

آگے آئیں اور مسیح موعود کے خلیفہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسلام قبول کریں۔ کیونکہ اسلام میں ہی آپ کے بعد آپ کی آئندہ نسلوں کی بھلائی ہے اور اگر آپ اس آواز پر دھیان نہ دیں گے۔ تو ایک خطرناک تباہی آپ کی منتظر ہے۔ وہی تباہی جس کے متعلق آج سے گیارہ سال قبل اسی شہر میں میں نے آپ لوگوں کو خبردار کیا تھا!!"

یہ پُرشوکت، تحدی آمیز اور وجد آفریں اعلان اس زمانہ کے مسیح اور مہدی کے نائب حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے قلب یورپ .. اور عیسائیت کے گڑھ میں ۲۸ جون ۷۸ء کو کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ لنڈن میں فرمایا۔ حالیہ دورہ یورپ کی اہمیت بحیثیت اس تاریخی اعلان سے ظاہر ہے ـــ اجتماعی طور پر اور اعلانیہ رنگ میں اہل یورپ کو اور دنیائے عیسائیت کو خلیفۃ المسیح الثالث نے اس اعلان کے

ذریعہ دوسری بار دعوتِ اسلام دی ہے۔

پہلی بار ۱۹۶۷ء میں آپ نے ونڈزورتھ ہال میں اہلِ یورپ کو امن کے جھنڈے تلے آنے کی دعوت دی تھی۔ اور اسے قبول نہ کرنے کی صورت میں ہولناک تباہی کا انتباہ فرمایا تھا۔

گیارہ سال بعد آپ کو ایک بار پھر اس دعوتِ اسلام کو احسن طریق پر دوہرانے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

اہلِ یورپ اور عیسائی دنیا اس دعوت کو معمولی خیال نہ کریں۔ بلکہ یہ عظیم الشان دعوت الٰہی پیشگوئیوں کے مطابق ہے۔ اور خود مسیح موعود اور مہدی معہود کی دعوت ہے جو آپ کے تیسرے نائب کے ذریعہ ان کو دی گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کشف ہے کہ میں لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا تقریر کر رہا ہوں حضور کا یہ کشف حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے حق میں ان تبلیغی دعوتوں کے ذریعہ دو بار پورا ہو چکا ہے۔ وَ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

پس اہلِ یورپ کے لئے یہ لمحۂ فکریہ ہے۔ کاش! وہ خدا کے اس فرستادے کی آواز پر لبیک کہیں اور اس موعودہ تباہی سے بچ جائیں۔ اور اسلام کی دعوت قبول کر کے صلح و آشتی اور امن و سکون اور خدا کے پیار سے معمور پیاری زندگی گذارنے لگیں۔ اور خدا کرے کہ غلبۂ اسلام کے لئے ہمیں زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر تدابیر اختیار کرنے کی توفیق ملے۔ اور خدا تعالیٰ ان میں بے شمار برکات ڈالے۔ اور غلبۂ اسلام کا دن ہم جلد سے جلد دیکھ سکیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ (آمین)

خالد سلطان
۱۴ دسمبر
۱۹۷۸ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ــــــ کا ــــــ

حالیہ سفر یورپ ــــ ایک نظر میں

(مرتبہ:- جناب یوسف سلیم ملک ایم۔اے انچارج شعبہ زود نویسی)

اسلام کے موجودہ عالمگیر غلبہ کے لئے کاسرِ صلیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت کی کوششوں میں سے ایک کوشش وہ بین الاقوامی کسرِ صلیب کانفرنس تھی جو اس سال جون کے شروع میں جماعت احمدیہ انگلستان کے زیرِ اہتمام کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ لندن میں منعقد ہوئی اس کانفرنس میں شمولیت نیز یورپ میں تبلیغ اسلام کی مہم کو تیز سے تیز تر کرنے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفسِ نفیس لندن تشریف لے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ مسیحیت کے ساتھ ہی اسلام کو ساری دنیا پر غالب کرنے کے لئے جس عظیم تبلیغی مہم کا آغاز فرمایا تھا یہ کانفرنس بھی اسی عظیم مہم اور منصوبہ کا ایک حصہ ہے جسے کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے آپ کے نائب اور اولوالعزم خلیفۂ ثالث ایدہ اللہ بنصرہ کئی دنوں بلکہ ہفتوں اور مہینوں لگاتار دعا اور تدبیر کو انتہا تک پہنچانے میں علمی و عملی ہر دو لحاظ سے سرگرم عمل رہے۔

یہ سفر تاریخ احمدیت کا ایک ایسا زریں باب ہے جس پر آئندہ بہت کچھ لکھا جاتا رہے گا۔ حضور کے مبارک اور پُرشکوہ دورِ خلافت کا یہ سب سے طویل سفر تھا۔ جو پانچ ماہ سے زائد عرصہ تک جاری رہا۔ اس کی عمومی رپورٹ تو پوری کتاب کی متقاضی ہے۔ سرِدست خاکسار اپنی رپورٹوں اور یادداشتوں کی روشنی میں اس تاریخی سفر کے ایک حصہ پر مشتمل نہایت مختصر نوٹ خالد میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔

سفر کا آغاز

اس مبارک سفر کی ابتداء ۸ رمئی ۱۹۷۸ء بروز پیر سہ پہر کو ہوئی۔ روانگی سے قبل حضور نے مسجد مبارک ربوہ میں نمازِ عصر پڑھانے کے بعد

اس سفر کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے چرچ کے اس شدید ردّ عمل کا ذکر فرمایا جو لندن کانفرنس کے انعقاد کے پیش ظاہر ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا چرچ کے اظہار ناپسندیدگی اور دھمکی آمیز رویہ کی ہمیں نہ کبھی کوئی پرواہ تھی اور نہ اب ہے۔ ہم صرف خدا سے ڈرتے ہیں۔ ہماری فطرت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے رہنا اور اس کے فضلوں کو جذب کرتے چلے جانا ہی ہمارا شعار ہے۔

اس مختصر سے خطاب کے بعد حضور نے کانفرنس کی غیر معمولی کامیابی کے لئے لمبی پرسوز اجتماعی دعا کرائی جس کے بعد چھ بجے شام کثیر التعداد مقامی اور بیرونی احباب کی موجودگی میں جو حضور کو الوداع کہنے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے حضور قصرِ خلافت سے بذریعہ موٹر کار لاہور روانہ ہوئے۔ رات ۹½ بجے حضور لاہور پہنچے۔ اور مکرم چوہدری حمید نصراللہ صاحب امیر جماعت لاہور کی کوٹھی واقع لاہور چھاؤنی میں فروکش ہوئے۔

اگلے روز ۹ مئی کو P.I.A کی گیارہ بجے کی پرواز سے کراچی روانہ ہوئے۔ مکرم چوہدری صاحب کی کوٹھی اور پھر لاہور کے فضائی مستقر پر بھی سینکڑوں کی تعداد میں احباب حضور کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھے۔ انہوں نے اس موقعہ پر اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ سے جس گہری محبت اور عقیدت کا اظہار کیا اسے آنکھ دیکھتی تو ہے لیکن الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے

ہوائی جہاز ایک بجے بعد دوپہر جب کراچی کے ہوائی اڈہ پر پہنچا تو مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی قیادت میں ایک ہزار سے زائد احباب نے حضور کا استقبال کیا۔ کراچی میں حضور نے صاحبزادہ مرزا مجیب احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی کوٹھی پر قیام فرمایا۔ اور رات کے وقت قریباً ڈیڑھ گھنٹے تک احباب میں رونق افروز رہ کر انہیں دلچسپ علمی حقائق سے مستفید فرمایا۔ عیسائیوں کے بعض عقائد پر تاریخی نقطۂ نگاہ سے بحث کرتے ہوئے ان کا البطال ثابت کیا۔ اور بالآخر احباب کو یہ نصیحت فرمائی کہ وہ غلبۂ اسلام کی مہم کو تیز تر کرنے کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ تاکہ غلبۂ اسلام کی بشارت جلد پوری ہو۔

فرینکفرٹ میں ورودِ مسعود

۹ اور ۱۰ مئی کی درمیانی رات ۳ بجے کے وقت کراچی سے ڈچ ایئرلائنز (K.L.M) کی پرواز سے فرینکفرٹ روانہ ہوئے۔ ہوائی اڈے پر کثیر التعداد مقامی احباب کراچی میں مقیم خاندان کے بعض افراد مرکز سلسلہ سے وکلاء و ناظر صاحبان کے نمائندہ وفد بعض جماعتوں کے امراء اور عہدیداران، مبلغین اور مربیان کرام نے دلی دعاؤں کے ساتھ حضور کو الوداع کیا۔ ہوائی جہاز آٹھ گھنٹے کی مسلسل پرواز

کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے ۸ بجے صبح (پاکستان کے وقت کے مطابق گیارہ بجے صبح) بخیریت فرینکفرٹ کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اُترا۔ یہاں مکرم منصور احمد خان صاحب امام مسجد فرینکفرٹ نے چند دیگر افراد کے ساتھ حضور کا استقبال کیا۔ حکومت جرمنی ہمارے شکریہ کی مستحق ہے جس نے حضور کے استقبال کے سلسلے میں خصوصی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ ہوائی اڈے سے جب حضور احمدیہ مسلم مشن میں پہنچے تو یہاں آپ کا اسلامی روایات کے مطابق نہایت مخلصانہ انداز میں بڑی گرمجوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا گیا۔ یہاں حضور نے مشن ہاؤس میں قیام فرمایا۔

فرینکفرٹ میں حضور کی مصروفیات

فرینکفرٹ میں حضور کی تشریف آوری پر مقامی اور غیر مقامی احمدیوں نے بڑی مسرت اور شادمانی اور گہری محبت اور اخلاص کا مظاہرہ کیا۔ یہاں حضور نے قریباً تین ہفتے تک قیام فرمایا اور یہ عرصہ آپ کی گوناگوں مصروفیات سے معمور رہا۔ آپ نے اس معرکہ آرا خطاب کی تیاری بھی فرینکفرٹ میں کی جسے آپ نے بعد میں کسرِ صلیب کانفرنس کے اختتامی اجلاس میں پڑھا۔ علاوہ ازیں اس عرصہ میں احباب کو انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں کا شرف بخشا۔

مغربی جرمنی کے مختلف شہروں اور ان کے مضافات سے تشریف لانے والے احمدی احباب سے کئی کئی گھنٹوں کی ملاقاتوں اور خطبات جمعہ کے ذریعہ آپ نے صلیبی موت سے حضرت مسیح علیہ السلام کی نجات، انسان کی فطری صلاحیتوں اور ان کی کماحقہٗ نشوونما اور اس کے حسن و قبح پر مختلف اوقات میں مختلف پیرائے میں بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی۔ نیز بڑے دلنشین انداز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں آپ کے مقام کو واضح کرتے ہوئے تفصیل سے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہ صرف چودھویں صدی کے مجدد ہیں بلکہ آخری ہزار سال کے بھی مجدد ہیں۔ آپ کا مشن آخری ہزار سال پر پھیلا ہوا ہے اس لئے آپ امام آخرالزمان ہیں۔

بیش قیمت نصائح

حضور ایدہ اللہ نے احمدی نوجوانوں کو یہ نصیحت بھی فرمائی کہ وہ محنتِ شاقہ سے کی ہوئی کمائی کے خرچ کرنے میں بڑی احتیاط برتیں۔ اور کوئی نہ کوئی ہنر ضرور سیکھیں۔ وہ دنیا کمائیں اور خوب کمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں برکت ڈالے لیکن اس بات کو کبھی نہ بھولیں کہ وہ احمدی ہیں اور ان پر غلبۂ اسلام کی بڑی بھاری ذمہ داری ہے۔ انہوں نے دنیا سے ایک زبردست اخلاقی اور روحانی جنگ شروع کر رکھی ہے۔ مگر یاد رکھیں یہ جنگ انہوں نے خلافتِ حقۂ احمدیہ کی

ڈھال گئے ہیں ہیچھے متحد اور متفق رہ کر نہایت بہادری اور مستقل مزاجی کے ساتھ لڑتی ہے اور خواہ کچھ بھی ہو جائے دنیا کے سامنے گردن نہیں جھکاتی۔ آپ نے فرمایا۔ ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ وہ جہاں بھی اور جس ملک میں رہتا ہے وہ دنیا کے لئے نیک نمونہ بنے۔ بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے مجسم خدمت بن جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب روحانی خزائن ہیں۔ وہ ان سے کما حقہٗ مستفید ہو قرآنی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر اپنے اندر روحانی فرقان پیدا کرے۔ کہ الٰہی جماعتوں کا یہی ایک طرۂ امتیاز اور بہترین ذریعہ تبلیغ ہے۔

خلافت حقہ احمدیہ کی برکات

الغرض فرینکفرٹ میں حضور کا قیام جو ایک لحاظ سے لندن کانفرنس کی تمہید تھی نہایت خیر و برکت کا موجب بنا رہا۔ حضور اکثر دن بھر احباب سے ملاقاتیں فرماتے۔ اور رات گئے تک کانفرنس کی تقریر کی تیاری میں مصروف رہتے۔ اس عرصہ میں حضور نے احباب کو جن قیمتی مشوروں اور زریں نصائح سے نوازا وہ بجا طور پر ان کی زندگی کا ایک قیمتی سرمایہ ہیں۔ سبھی احباب خوش تھے کہ انہیں اپنے پیارے اور شفیق آقا کی جی بھر کر زیارت و ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی اور حضور کے شیریں اور پُر حکمت کلمات سے مستفید ہونے کا موقع میسر آیا اگرچہ حضور سے ملاقات کی جب بھی سعادت ملتی،

احباب کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوتی ہے لیکن جو لطف ان کو اس سفر میں اور بے تکلفی کی فضا میں محسوس ہوا۔ اس کا رنگ ہی اور تھا۔ اس طرح یہ مقصد بھی، خدا تعالیٰ کے فضل سے پورا ہو گیا جو حضور کے پیشِ نظر تھا۔ کہ مغربی جرمنی کے مختلف شہروں اور قصبوں میں بکھرے ہوئے احمدی نوجوانوں کی تربیت اور اصلاح کی جائے ان کی شیرازہ بندی کے ذریعے ان میں بیداری اور مرکزیت کی روح پیدا کی جائے۔ سو الحمد للہ حضور کے قیام کے دوران شمع خلافت کے پروانوں نے ایسے عمدہ نمونے کا مظاہرہ کیا کہ لبا اوقات ربوہ کی یاد تازہ ہوتی رہی۔ حضور کی زیارت و ملاقات اور خدمت کے ہر موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے وہ دور و نزدیک سے فرینکفرٹ پہنچکر خلافت حقہ احمدیہ کی برکات سے مستفید ہوتے رہے اس سفر میں فرینکفرٹ کو قدوم میمنت لزوم کا شرف ایک بار پھر اگست میں بھی حاصل ہوا لیکن اس کا ذکر بعد میں کسی وقت انشاء اللہ یورپین ممالک کے اس طوفانی دورہ کے ضمن میں کیا جائیگا جو حضور نے لندن کانفرنس کے بعد جولائی میں اختیار فرمایا تھا۔

سوئٹیزرلینڈ مشن

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ ۲۰ مئی کو بذریعہ موٹر کار فرینکفرٹ سے

زیورک تشریف لے گئے اور احمدیہ مشن ہاؤس میں قیام فرمایا - وہاں سے حضور ۲۳ مئی کو فرینکفرٹ واپس تشریف لے آئے - حضور کی زیورک میں تشریف آوری پر مکرم نسیم مہدی صاحب امام محمود مسجد زیورک کی قیادت میں ۵۰ سے زائد سوئس یوگوسلاوین البانین ترک احمدی اور چند غیر احمدی دوستوں کے علاوہ سوئٹزرلینڈ میں مقیم بعض پاکستانی دوستوں نے حضور کا استقبال کیا - استقبال کرنے والوں میں ہمارے غانین دوست مکرم احمد کوٹینو صاحب بھی شامل تھے جو جنیوا میں اقوام متحدہ کے غانا مشن میں ایک اہم عہدے پر فائز ہیں - اسی رات مشن ہاؤس کے لیکچر روم میں حضور کے اعزاز میں جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کی طرف سے دعوت عشائیہ دی گئی جس میں زیورک کے بعض ممتاز شہریوں نے بھی شرکت کی - کھانے اور پھر نماز عشاء کے بعد حضور نے سوئٹزرلینڈ میں تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کا جائزہ لیا -

اگلے روز احباب سے انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں کا پروگرام تھا - حضور نے ۲۱ مئی کو قبل دوپہر تک خاصی تعداد میں احباب کو انفرادی ملاقات کا شرف بخشا اس کے بعد مسجد محمود میں ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھائیں اور پھر مشن ہاؤس کے لیکچر روم میں دعوت استقبالیہ میں شمولیت فرمائی - اس دعوت میں ۶۵ سے زائد احباب شامل ہوئے ان میں اچھی خاصی تعداد مسلم اور غیر مسلم زعماء اور ممتاز شہریوں دانشوروں اور مذہبی راہنماؤں کی تھی - حضور نے ان سے فرداً فرداً تبادلہ خیالات فرمایا - یہ دلچسپ گفتگو دو گھنٹے سے زیادہ وقت تک جاری رہی - ہر دو دعوتوں میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے خدا کے فضل سے بہترین مواقع میسر آئے - ان دعوتوں میں شریک ہونے والوں کی اکثریت جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کی معترف اور حضور کی شخصیت سے بہت متاثر ہوئی -

۲۲ مئی کو حضور نے مشن ہاؤس کا معائنہ فرمایا - اور مسجد کے اندرونی حصہ اور مشن ہاؤس کی تزئین و آرائش کے بارے میں ضروری ہدایات دیں - پچھلے پہر ایک ممتاز غیر احمدی دوست سے ملاقات فرمائی اور ان سے بڑے مؤثر رنگ میں تبادلہ خیال فرمایا - رات عشاء کی نماز کے بعد بعض حلقوں کی طرف سے لندن کانفرنس کی جو مخالفت ہو رہی ہے حضور نے اس کا ذکر کیا اور فرمایا - یہ مخالفت بھی ہمارے لئے نئی نہیں ہے - تاریخ احمدیت بتاتی ہے کہ جب بھی ہماری مخالفت ہوئی اور جماعت پر کوئی آزمائش اور امتحان کا وقت آیا - اللہ تعالیٰ نے پہلے سے بڑھ کر جماعت کی نصرت فرمائی اور غیر معمولی ترقیات سے نوازا - فالحمد للہ علیٰ ذالک -

زیورک میں حضور کے اس مختصر قیام کے دوران ایک اٹیلین لڑکی کو جس [illegible] ماں باپ کیتھولک

عیسائی ہیں قبول اسلام کا شرف حاصل ہوا۔ حضور نے اس کا نام انیسہ رکھا ایک اور سوئس دوست جناب محمود گمان صاحب نے بھی بیعت کی۔ وہ خود تو بعض مجبوریوں کی وجہ سے حضور کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے انہوں نے اظہار عقیدت کے طور پر ایک خوبصورت گلدستہ اور کچھ رقم بطور چندہ اور اپنا بیعت فارم بھجوایا۔ حضور نے ان کی بیعت منظور کرتے ہوئے ان کے لئے استقامت کی دعا فرمائی۔ حضور کے دورے کی برکات سے چار یوگوسلاوین نے بھی حصہ لیا۔ جو حضور کے دورہ کے مابعد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

احمدیہ مشن ہالینڈ

فرینکفرٹ اور زیورک کے احمدی مشنوں کا دورہ ختم کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۸ مئی کو ہالینڈ کے شہر ہیگ تشریف لے گئے۔ حضور فرینکفرٹ سے Lufthansa کی پرواز بوئنگ ۷۲۷ سے ۹ بجے شام جب ایمسٹرڈم کے فضائی مستقر پر پہنچے تو مکرم اللہ بخش صاحب شاہد امام مسجد ہالینڈ چند دیگر احباب کے ساتھ حضور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ جبکہ ہیگ میں واقع احمدیہ مشن کے سامنے ڈیڑھ صد سے زائد احباب حضور کی تشریف آوری کے انتظار میں چشم براہ تھے۔ حضور کی مشن میں آمد پر انہوں نے بڑی گرمجوشی سے حضور کا استقبال کیا۔ اس موقع پر بعض غیر از جماعت احباب اور غیر مسلم حضرات بھی تشریف لائے ہوئے تھے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مشن کے لان میں ایک آراستہ خیمے کے نیچے دیر تک احباب سے مصروف گفتگو رہے۔ بعض اسلام دشمن طاقتوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں کی روشنی میں اعلان فرمایا کہ بالآخر اسلام کی جیت ہو گی اور اسلام کو عالمگیر غلبہ حاصل ہو کر رہے گا۔

جوں جوں لندن کانفرنس قریب آرہی تھی حضور طبعاً اس کی کامیابی کے لیے روز بروز زیادہ فکرمند ہوتے چلے گئے۔ چنانچہ ۲۹ مئی کو حضور نے امام بشیر احمد خانصاحب رفیق کو کانفرنس کے بارے میں ضروری مشورے اور ہدایات کے لئے ہیگ میں طلب فرمایا۔ امام صاحب حضور سے ملاقات کے بعد چند گھنٹوں کے اندر اندر واپس لندن تشریف لے گئے۔ کانفرنس کے سلسلہ میں ضروری مشورہ کے لئے حضور نے انہیں ایک بار فرینکفرٹ میں بھی بلایا تھا۔

اس روز حضور نے رات عشاء کی نماز کے بعد احباب میں تشریف فرما ہو کر انہیں ایک گھنٹے سے زیادہ دیر تک اپنے ارشادات سے نوازا۔ حضور کی گفتگو کا موضوع عیسائیت کے خلاف وہ زبردست جہاد تھا جو احمدیت کے ذریعہ

اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کے لئے قریباً نوے سال پہلے شروع کیا گیا تھا اور جو آندھیوں اور طوفانوں میں اپنی منزلیں طے کرتے ہوئے اب اس مقام پر آن پہنچا ہے جہاں خدا کے فضل سے یہ مقابلہ ایک نیا رخ اختیار کرنے والا ہے۔

ضمناً حضور نے لندن کے پادریوں کے اس اخباری بیان کا بھی ذکر کیا جو ان کی مداہنت پر مشتمل پالیسی کا ایک شاہکار ہے جس میں انہوں نے ایک طرف تبادلۂ خیال کی دعوت دی اور دوسری طرف اسے مخفی رکھنے کی شرط عائد کر دی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ موجودہ تہذیب کا یہ خاصہ ہے کہ لوگ جہاں کمزوری دیکھتے ہیں فوراً کچھ دو اور کچھ لو کے اصول پر صلح کا نعرہ بلند کر دیتے ہیں۔ فرمایا۔ اسلام حق و صداقت پر مشتمل ایک ایسی تعلیم پیش کرتا ہے جسے اس اصول کے ساتھ دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ ہمارے پاس صداقت ہے جس کا مجوزہ کانفرنس میں برملا اظہار کیا جائے گا۔ خواہ اسے عیسائی حلقے کتنا ہی ناپسند کیوں نہ کریں۔

ایک دوسرے موقعہ پر حضور نے فرمایا اہل مغرب کے نظریات و خیالات ان کے رہن سہن اور وضع قطع میں تغیر و تبدل کا جو عمل جاری ہے وہ ان کے مذہبی اور معاشرتی ہر دو لحاظ سے عدم اطمینان پر دلالت کرتا ہے حقیقی اطمینان انہیں اسلام ہی دے سکتا ہے اب وہ اسلام کے آب حیات ہی سے نئی زندگی پا سکتے ہیں اسلام سے باہر ہلاکت ہے۔ اس لئے میں حسب سابق اس سفر میں بھی مغربی اقوام کو یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ وہ جتنا جلدی اسلام قبول کریں گی ان کے لئے بہتر ہے۔ اور جتنی دیر کریں گی اتنا ہی خطرناک ہے۔

حضور نے یہاں کے احمدی نوجوانوں کو بھی خاص طور پر مخاطب فرمایا اور انہیں اپنے اندر وہی ایمانی جذبہ پیدا کرنے کی نصیحت فرمائی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا طرۂ امتیاز تھا۔ صحابہ کرامؓ نے خدا کی راہ میں ہر قسم کا دکھ اور تکلیف سہی۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض نے اپنی جان بھی قربان کر دی۔ لیکن اپنے ایمان پر کوئی آنچ نہ آنے دی۔ حضور نے فرمایا۔ خدا کا یہ پیار اب بھی مل سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ خدا کے اس پیار کو حاصل کرنے کے لئے وہ مجسمۂ صدق و وفا بن جائیں۔

یہاں حضور کے قیام کے دوران ایک ڈچ نوجوان DIEFFENTHALER دیفن تھیلر ایک ڈچ خاتون مسز بیکمان BEEKMAN ڈچ میاں بیوی مسٹر اینڈ مسز جیٹن MR & MRS JETTEN نے حضور کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ ان کے علاوہ دو غیر مبائعین پر مشتمل ایک خاندان نے بیعت خلافت کی سعادت حاصل کی۔ محترم محمد بوستان

کا خاندان تھا۔ جو جنوبی امریکہ کے رہنے والے ہیں اور ان دنوں ہالینڈ آئے ہوئے تھے۔ محترم بدلو صاحب نے بعد میں لندن میں منعقدہ بین الاقوامی کسر صلیب کانفرنس میں بھی شرکت کی۔

لندن میں ورودِ مسعود

ہالینڈ کے احمدیہ مشن میں دو روز تک قیام فرمانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ۱۳ مئی کو برٹش ایئرویز کی فلائٹ [illegible] پر سوار ہو کر ۱۱ بجے قبل دوپہر لندن وارد ہوئے۔ یہ وہی منزل تھی جس پر حضرت امام ہمام ایدہ اللہ تعالےٰ کے بخیریت پہنچنے اور آپ کی راہنمائی میں پہلی کسر صلیب کانفرنس کے کامیاب ہونے کے لئے دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے احمدی دعا گو تھے۔ جونہی حضور کا طیارہ لندن کے ہیتھرو ایئرپورٹ پر اترا اور حضور طیارہ سے باہر تشریف لائے مکرم بشیر احمد خانصاحب رفیق امام مسجد لندن نے آگے بڑھ کر حضور کا خیر مقدم کیا۔ وہاں سے حضور، امام رفیق صاحب کی معیت میں [illegible] میں تشریف لائے یہاں گیمبیا (مغربی افریقہ) کے ہائی کمشنر ہز ایکسی لینسی ابوبکر جینے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مدظلہ، مکرم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب، انگلستان کے مبلغین اور بعض چیدہ احباب کرام نے حضور کا استقبال کیا۔ یہاں حضور کچھ عرصہ تشریف فرما رہے۔ اور ہائی کمشنر صاحب سے مغربی افریقہ خصوصاً گیمبیا کے حالات دریافت فرماتے رہے اور پھر پریس روم میں تشریف لے گئے۔ جہاں بعض مشہور انگریزی اخبارات اور خبر رساں ایجنسیوں کے فوٹوگرافرز اور کچھ صحافی موجود تھے ایک صحافیہ نے حضور سے اسلام میں عورت کے بارہ میں سوالات کئے۔ بالخصوص حضور کے آکسفورڈ میں طالب علمی کے زمانے میں انگلستان کی جو معاشرتی حالت تھی اس میں اور موجودہ حالت میں فرق کے بارے میں اس کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ ایک تبدیلی تو میں نے یہ محسوس کی ہے کہ پہلے لوگ قدرت کے اصول کے مطابق غذا استعمال کرتے تھے لیکن اب ان میں مصنوعی یعنی مصنوعی غذا استعمال کرنے کا رواج عام ہو گیا ہے نیز Tinned اور Preserved food کا استعمال عام ہو گیا ہے اس قسم کی خوراک جب محفوظ کی جاتی ہے تو اس میں کچھ چیزیں Preservatives کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں اس کے بغیر کوئی چیز محفوظ نہیں رہ سکتی۔ اور اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ یہ سب Preservatives اصلاً زہر ہیں۔ اور پھر اس قسم کی بند ڈبوں میں خوراک میں کچھ رنگ ملائے جاتے ہیں اور رنگ بھی سب کے سب زہریلے ہوتے ہیں۔

حیرت کا مقام ہے کہ یہ مغربی معاشرہ جس کی

ظاہری سج دھج سے اکثر لوگ مرعوب ہو جاتے ہیں
انکا حال یہ ہے کہ خالقِ کائنات سے رشتہ
توڑ کر اسباب پرستی کے ایسے خوگر ہوئے کہ اصل
کو چھوڑ کر مصنوعی چیزوں کا بار نقصان اُٹھانے
چلے جا رہے ہیں۔ اور یہ پتہ نہیں کہ اس کا انجام
کیا ہو گا۔

مشن ہاؤس میں استقبال

حضور ایدہ اللہ ائیر پورٹ سے جب ایک
قافلے کی شکل میں بذریعہ موٹر کار جس پر لوائے
احمدیت لہرا رہا تھا۔ احمدیہ مشن لندن روانہ ہوئے تو
۸ میل لمبے راستہ میں پانچ مقامات کے احمدیوں نے
برلبِ سڑک زنگارنگ جھنڈیوں اور استقبالیہ قطعات
کے ساتھ حضور کو خوش آمدید کہا۔ بالآخر حضور کی
موٹر کار جب ایک بجے بعد دوپہر لندن مشن کے احاطہ
میں داخل ہوئی تو ایک ہزار سے زائد احباب جماعت
نے جن میں عورتیں اور بچے اور پاکستان سمیت سترہ ملکوں
کے مندوبین اور زائرین بھی شامل تھے (بعد میں ان
ملکوں کی تعداد ۲۵ تک پہنچ گئی تھی) حضور کا نہایت
گرمجوشی کے ساتھ استقبال کیا۔ مشن ہاؤس کے لان
میں گول دائرہ کی شکل میں احباب نے نہایت وقار
کے ساتھ کھڑے ہو کر حضور سے باری باری معانقہ کا
شرف حاصل کیا۔ معانقہ کرتے وقت کسی دوست کو اپنا
تعارف کرانے کی شاید ہی ضرورت پیش آئی ہو ورنہ
حضور خود ہی ہر ایک کا نام لیکر بڑی محبت اور شفقت
سے ہاتھ ملاتے اور اس کی خیریت بھی دریافت فرماتے رہے۔

حضور کی تشریف آوری کی خوشی میں مشن
ہاؤس کو خوشنما جھنڈیوں، استقبالیہ فقرات اور
زنگارنگ قطعات سے بڑی خوبصورتی کے ساتھ
سجایا گیا تھا۔ سبھی احباب نے حضور کی تشریف
آوری کو موجب خیر و برکت سمجھا۔ ان کے چہرے اس
خوشی سے کھِل اُٹھے کہ خدا کے فضل سے جماعت
احمدیہ کو پہلی بار ایک ایسی بین الاقوامی کانفرنس
منعقد کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے جو تاریخ
احمدیت میں ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے
اور جس کی اتنی بڑی اہمیت ہے کہ اس میں شمولیت
کے لئے حضور بنفسِ نفیس طویل ہوائی سفر طے
کر کے لندن تشریف لائے ہیں۔ احباب کا اپنے
پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح سے گہری محبت اور
عقیدت کا یہ حال تھا کہ وہ حضور کے گرد پروانوں
کی طرح جمع تھے ان کا یہ جذبۂ شوق اور اسلام
کے لئے فدائیت کا اظہار قابلِ دید تھا۔

پہلی کسرِ صلیب کانفرنس کا انعقاد

جماعت احمدیہ انگلستان کے زیر اہتمام مسیح
کی صلیبی موت سے نجات کے موضوع پر کامن ویلتھ
انسٹی ٹیوٹ لندن کے آڈیٹوریم میں ۲ جون ۱۹۷۸ء
بعد نماز جمعہ ۲ ½ بجے بعد دوپہر بین الاقوامی
کسرِ صلیب کانفرنس شروع ہوئی۔ جو اللہ تعالیٰ
کے فضل سے تین روز تک جاری رہنے کے بعد

۴ جون کو نہایت کامیابی اور خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کانفرنس کو بڑی کامیابی بخشی۔ اور اس سے احمدیت کی صداقت کے کئی نشان ظاہر ہوئے۔

اس تاریخی کانفرنس کا افتتاح حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب مدظلہ نے فرمایا۔ آپ کے افتتاحی خطاب سے قبل مکرم بشیر احمد خانصاحب رفیق امام مسجد لندن نے جو اس کانفرنس کے کنوینر بھی تھے اپنی استقبالیہ تقریر میں شرکاء کانفرنس کو خوش آمدید کہا اور اس امر کو واضح کیا کہ کانفرنس کے انعقاد کا مقصد ان تعلیمات اور عقائد کو نشانہ بنانا نہیں جو چرچ کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں بلکہ اس کا مقصد مسیح کی حقیقی شخصیت کو اجاگر کرنا ہے۔

اس اجلاس میں کشمیر کے ممتاز ماہر آثار قدیمہ پروفیسر فدا محمد حسنین، ہسپانوی مستشرق مسٹر اینڈریوز فیبر قائزر (قیصر) جو جرمن زبان میں بعض کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ اور چیکوسلاواکین عیسائی مستشرق ڈاکٹر لیڈسلاؤ فلیپ ایم ڈی نے حضرت مسیح کی صلیبی موت سے نجات کے مختلف پہلوؤں پر اپنی تحقیق پیش کی۔ پروفیسر حسنین صاحب بوجوہ خود تشریف نہ لا سکے۔ انہوں نے منتظمین کانفرنس کو اپنا مقالہ بھجواتے ہوئے کانفرنس میں شامل نہ ہو سکنے پر دلی معذرت کی۔ ان کا مقالہ بعنوان "قبر مسیح بمقام سرینگر کی قصۃً حقیقت" مکرم جناب ایچ۔ اے۔ شل ظفر احمد چوہدری نے پڑھ کر سنایا۔ مسٹر فیبر قیصر نے اپنا مقالہ سرینگر کے روضہ بل اور اہل کشمیر سے متعلق بعض سلائیڈز دکھا کر ختم کیا۔

اگلے روز کانفرنس کے دو اجلاس ہوئے

پہلے اجلاس میں مکرم جناب عبد السلام صاحب میڈسن ڈنمارک نے "حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات۔ قرآن کریم اور اسلامی شواہد کی روشنی میں" کے موضوع پر تقریر کی۔ دوسری تقریر "حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات بائیبل کے بیانات کی روشنی میں" کے موضوع پر مکرم جناب بشیر احمد خان رفیق امام مسجد لندن کی تھی۔ اور اس اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب مدظلہ کی تھی۔ آپ نے اس موضوع پر تقریر فرمائی کہ "حضرت مسیح کا مقام ایک عبد کا تھا یا معبود کا"۔

دوپہر کے کھانے کے وقفے کے بعد اس روز کا دوسرا اجلاس تین بجے شروع ہوا۔ جس میں پہلی تقریر صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب (واشنگٹن) نے "اسرائیل کے گمشدہ قبائل" کے موضوع پر کی۔ محترم صاحبزادہ صاحب کے بعد مکرم شیخ عبد القادر صاحب لاہور نے "حادثہ صلیب کے بعد حضرت مسیح کی ہجرت" پر بڑے فاضلانہ رنگ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس اجلاس کی آخری تقریر انگلستان کے ایک آزاد خیال عیسائی محقق مسٹر آر۔ سی۔ ای سکال فیلڈ کی تھی۔ انہوں نے

اپنی تقریر میں کہا - کہ "یہ مرزا غلام احمد علیہ السلام، کی عظیم شخصیت ہی تھی جنہوں نے مسیح کی صلیبی موت سے نجات کا انقلاب انگیز نظریہ پیش کر کے میرے خیالات کے دھارے کا رُخ موڑ دیا۔ نیز مرزا صاحب اپنی آسمانی بصیرت کی وجہ سے نہ صرف قدیمی تعصب کا پردہ چاک کرنے میں کامیاب ہوئے بلکہ انہوں نے بڑی جرأت اور دلیری سے دنیا کو اس انقلاب انگیز نظریہ سے آگاہ کیا کہ مسیح صلیب پر سے زندہ اتارے گئے تھے۔ خدا نے انہیں صلیبی موت سے نجات بخشی اور وہ بعد میں طویل عمر پا کر طبعی طور پر فوت ہوئے تھے۔ اس انقلاب انگیز نظریئے اور اس کے جرأت مندانہ اظہار و اعلان پر وہ انتہائی تعریف و توصیف کے مستحق ہیں۔ وہ خدا کی محبت میں سرشار اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت میں محو تھے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے ان کے دل میں ہمدردی اور محبت کا جذبہ موجزن تھا۔ یہ امر واقعہ ہے کہ مسیح کی آمد ثانی کی تمام پیشگوئیاں ان کے وجود میں خارق عادت طور پر پوری ہوئیں"۔

کانفرنس کے دوسرے روز کانفرنس میں شرکت کرنے والے جملہ مندوبین اور زائرین نے متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس کی جس میں ہندوستان کی حکومت سے احترام اور تقدس کو برقرار رکھتے ہوئے مقبرہ کے متعلق تحقیق کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

کانفرنس میں حضور کا اختتامی خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کانفرنس کے آخری اجلاس میں شرکت فرمائی۔ اور انگریزی زبان میں ایک معرکۃ الآرا خطاب فرمایا۔ جو ایک گھنٹے تک جاری رہا۔ حضور کے اس خطاب سے قبل تلاوت قرآن کریم اور اس کا انگریزی ترجمہ سنائے جانے کے بعد حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب مدظلہ نے ایک سپاسنامے کے ذریعے حضرت خلیفۃ المسیح کے وجود کو سراپا محبت و شفقت قرار دیتے ہوئے آپ کی بنفس نفیس لندن میں تشریف آوری پر اظہار مسرت کیا اور حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ اس تاریخی کانفرنس کو اپنے اختتامی خطاب سے برکت بخشیں۔

کانفرنس کے اس اختتامی اجلاس میں ڈیڑھ ہزار کے قریب احباب نے شرکت کی۔ ان میں دنیا کے ۲۵ ممالک سے جماعتہائے احمدیہ کے سینکڑوں مندوبین کے علاوہ گیمبیا۔ ماریشس لائبیریا۔ سیرالیون کے ہائی کمشنرز اور غانا کے ڈپٹی ہائی کمشنر۔ رومن کیتھولک آرچ بشپ آف برطانیہ کا ایک مبصر لندن کے بعض ممتاز زعماء اور دانشوروں کے علاوہ پولینڈ سے ڈاکٹر روڈلف بوکالا جو وارسا میں سوشل سٹڈیز اور ریسرچ سے

متعلق ایک اخبار کے چیف ایڈیٹر بھی ہیں۔ اور ایک پادری سٹینس لو تکوز جو وہاں کے ایک ہفتہ وار اخبار کے ایڈیٹر ہیں بھی شامل تھے۔

اس اجلاس میں ڈیڑھ دو سو کی تعداد میں غیر احمدی احباب اور عیسائی حضرات بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے اپنے معرکۃ آرا خطاب میں جو ٹھیک ۳ بجے بعد دوپہر شروع ہوا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیبی موت سے بچائے جانے کے بارہ میں عقلی اور نقلی دلائل اور تاریخی شواہد کو ایسے جامع و مانع رنگ میں بیان فرمایا کہ اس مسئلہ کی حقیقت معلوم کرنے اور صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا۔

آپ نے عیسائیوں کو امن وسلامتی کا ایک اور پیغام دیتے ہوئے بڑے اخلاص اور محبت کے ساتھ فرمایا کہ وہ خوش ہوں اور خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گائیں کہ وہ مسیح جس کے آنے کی خبر قدیم صحیفوں میں دی گئی تھی وہ آ گئے ہیں اور میں ان کے نائب اور تیسرے خلیفہ کی حیثیت میں عیسائیوں سے مخاطب ہوں۔ میں انہیں گہری ہمدردی کے ساتھ خدائے رحمٰن ورحیم کی طرف بلاتا ہوں جس نے ہماری پیدائش سے بھی پہلے ہماری ضروریات مہیا کر دی تھیں۔ اور ہماری خوشحالی کے سامان پیدا کر دیئے تھے لیکن وہ چیزیں جو ہمارے امن وسلامتی کا ذریعہ بننی چاہیئے تھیں دنیا نے اس سے فتنہ و فساد کا کام لیا اور خدا کی نعمتوں کی ناشکری کے نتیجہ میں وہ اپنے پیدا کرنے والے خدا سے منقطع ہو گئے۔

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ابھی وقت ہے کہ مسیحی دنیا خدائے واحد کو پہچانے اور اپنے گناہوں کی معافی کے لئے خدا کے حضور سچے دل سے توبہ کرے کیونکہ گناہوں کے احساس سے جب انسان کی آنکھوں سے اشکِ ندامت ٹپکنے لگتے ہیں اور دل میں خدا سے ملنے کی سچی تڑپ پیدا ہوتی ہے تو یہی تبدیلی انسانی گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ نجات مسیح کی صلیبی موت پر ایمان لانے سے نہیں صدق اور راستبازی اختیار کرنے سے ملتی ہے۔ اب نجات کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ حضرت بانیٔ اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی ہے۔ اسلام پر چلنے سے انسان خدا کو پا لیتا ہے۔ اور دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز ہوتا ہے۔ دنیا کی خوشیاں اور لذتیں ہیچ ہیں اصل خوشی خدا کی محبت اور لقاء الٰہی میں ہے۔ محبتِ الٰہی پانے کا دروازہ اب بھی کھلا ہے مگر یہ اسی کے لئے کھلتا ہے جو اسے کھٹکھٹاتا ہے۔ عیسائیوں کے لئے مایوسی کی کوئی وجہ نہیں وہ آگے بڑھیں اور مسیح محمدی کے نائب کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسلام قبول کر لیں۔ کہ اسی میں ان کی اپنی بھلائی اور اُن کی آنیوالی نسلوں کی خوشحالی کا راز مضمر ہے۔ اگر انہوں نے اس آواز پر کان نہ دھرے تو پھر وہ یاد رکھیں کہ
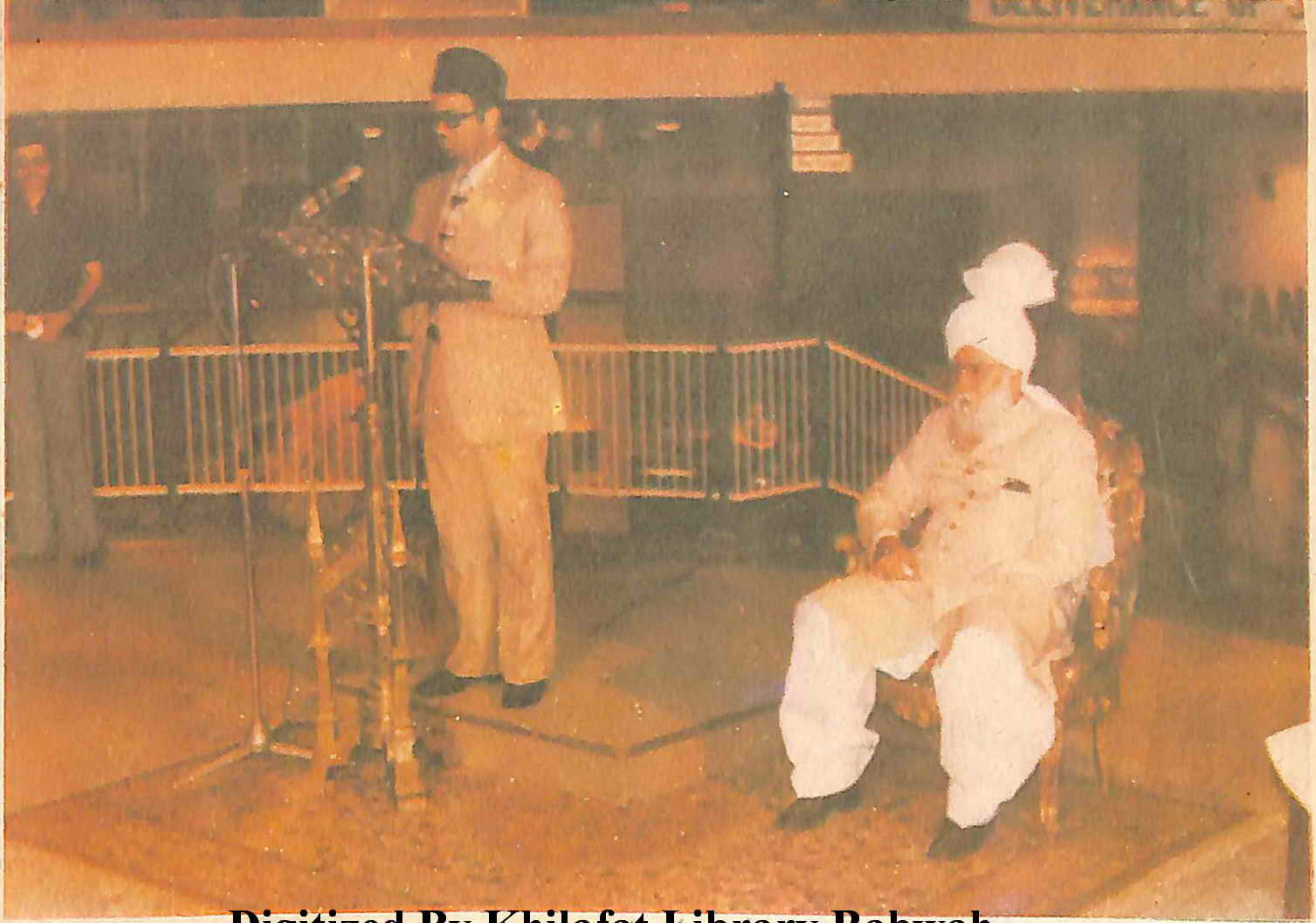
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ لنڈن میں بین الاقوامی کسر صلیب کانفرنس میں اختتامی خطاب سے قبل تشریف فرما ہیں۔ مکرم منیر الدین صاحب شمس نائب امام لنڈن مسجد تلاوت قرآن کریم کر رہے ہیں۔
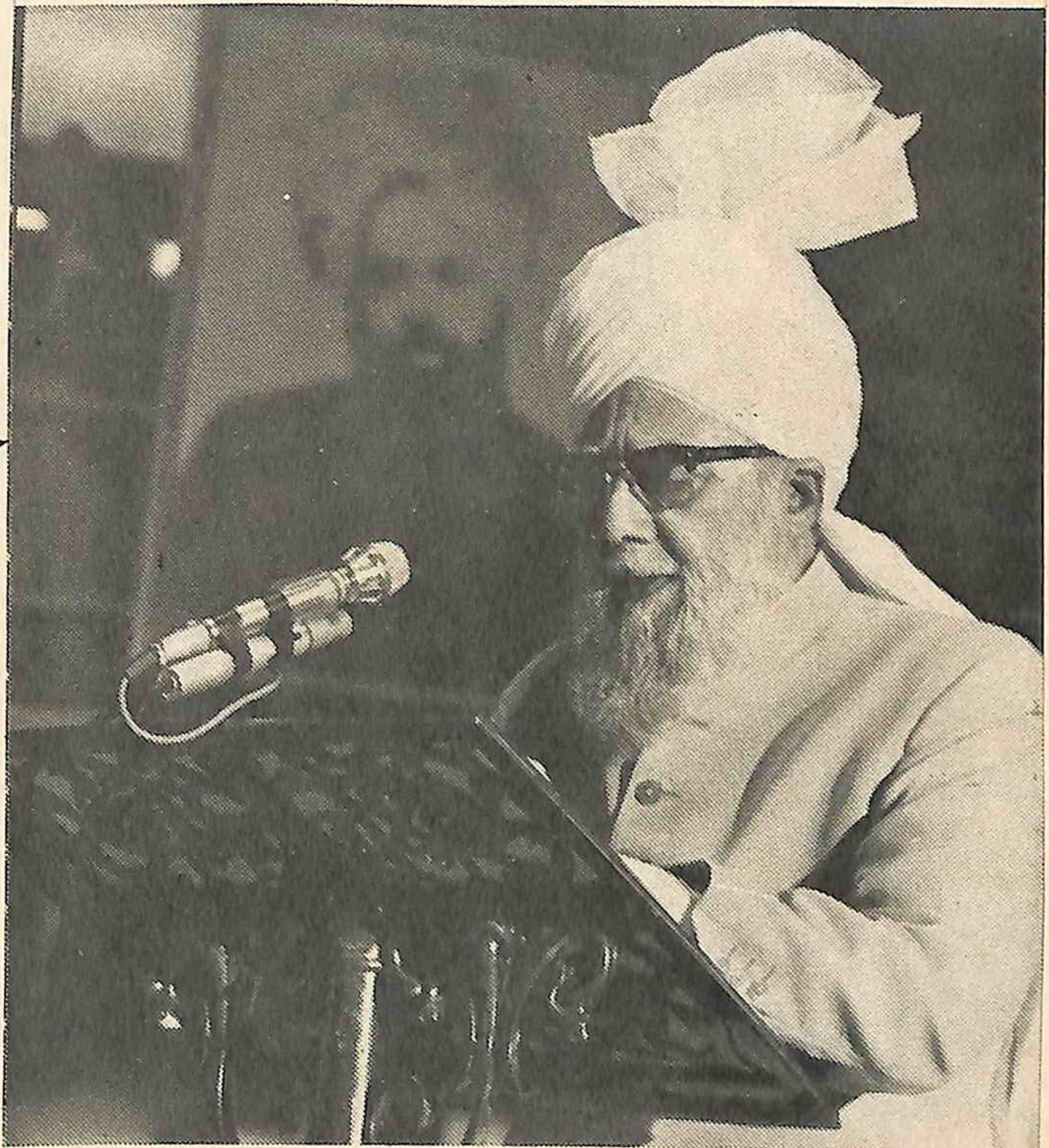
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ بین الاقوامی کسر صلیب کانفرنس سے اپنا معرکۃ آراء خطاب فرما رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ لنڈن کے ہوائی اڈے پر گیمبیا کے ہائی کمشنر سے گفتگو فرما رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ لنڈن مشن کے سامنے احباب میں رونق افروز ہیں۔
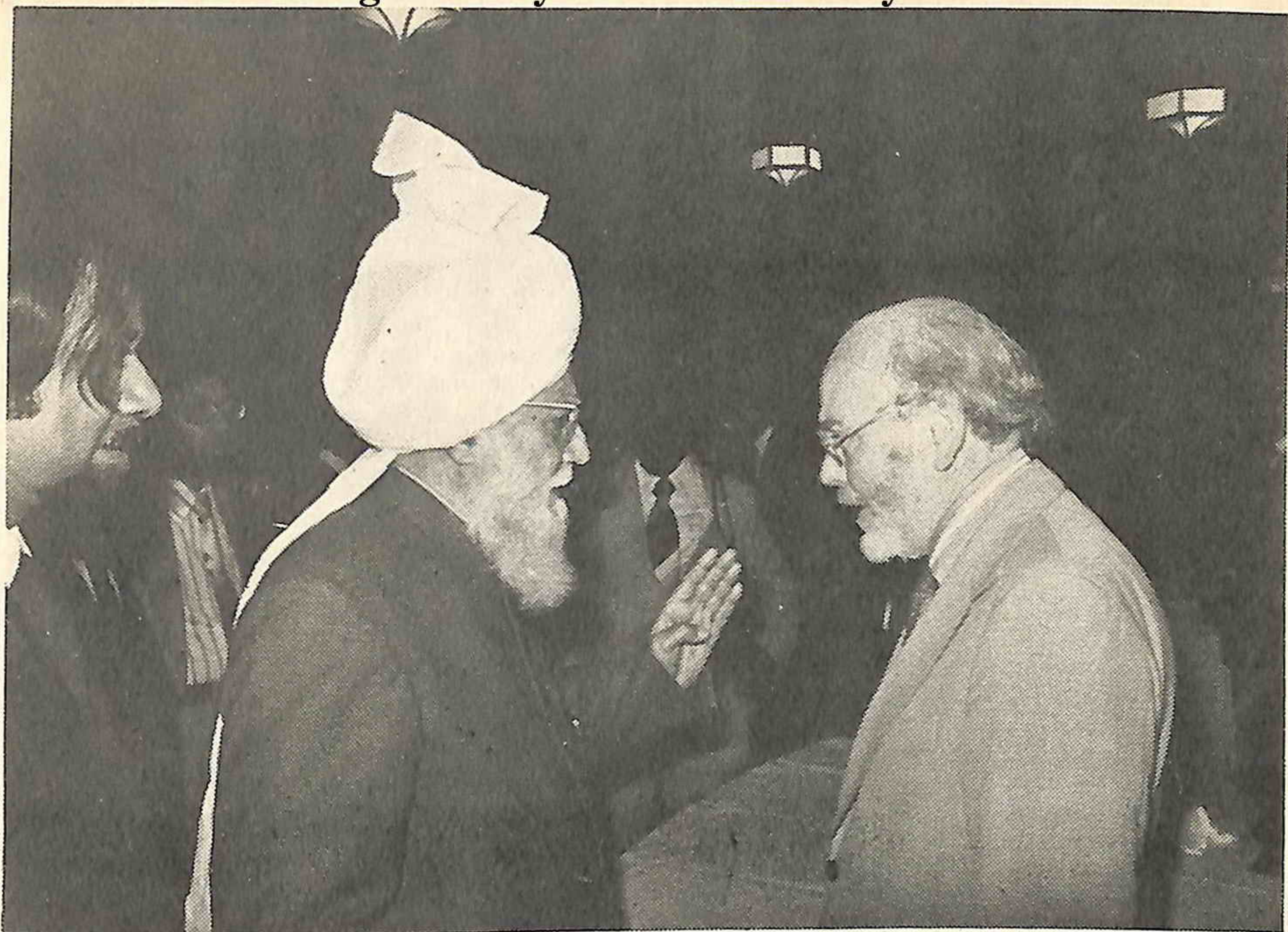
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہٖ پریس کے نمائندہ مسٹر ایڈمسن کے ساتھ گفتگو فرما رہے ہیں۔

بین الاقوامی کسرِ صلیب کانفرنس میں ایک عیسائی محقق مسٹر سکال فیلڈ تقریر کر رہے ہیں۔

کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ لنڈن کے آڈیٹوریم میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے اختتامی خطاب اور سامعین کا ایک منظر۔
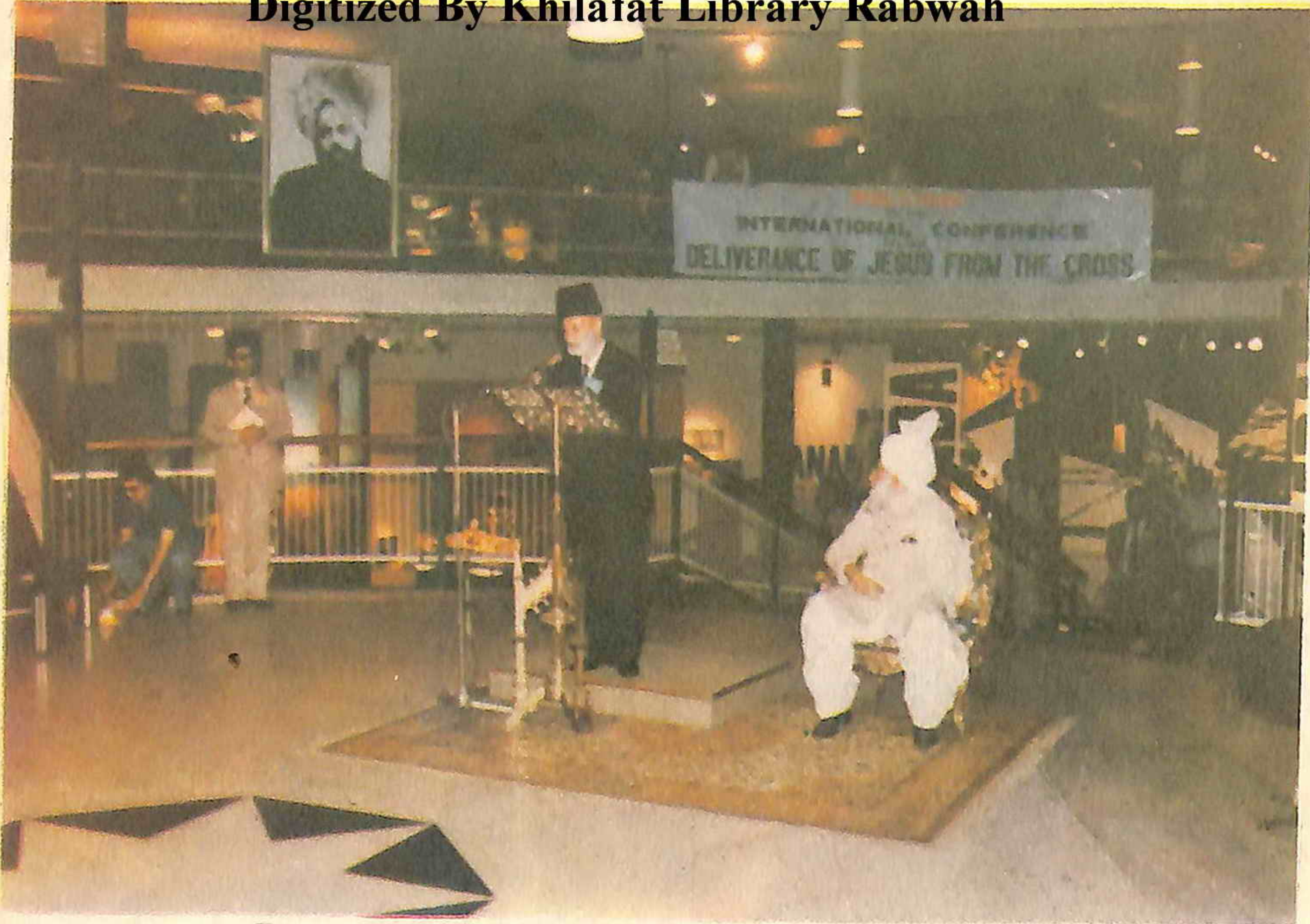
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے اختتامی خطاب کے بعد حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب متحدہ کونسل آف چرچز لنڈن کے تبادلہ خیال کی دعوت پڑھ کر سنا رہے ہیں۔
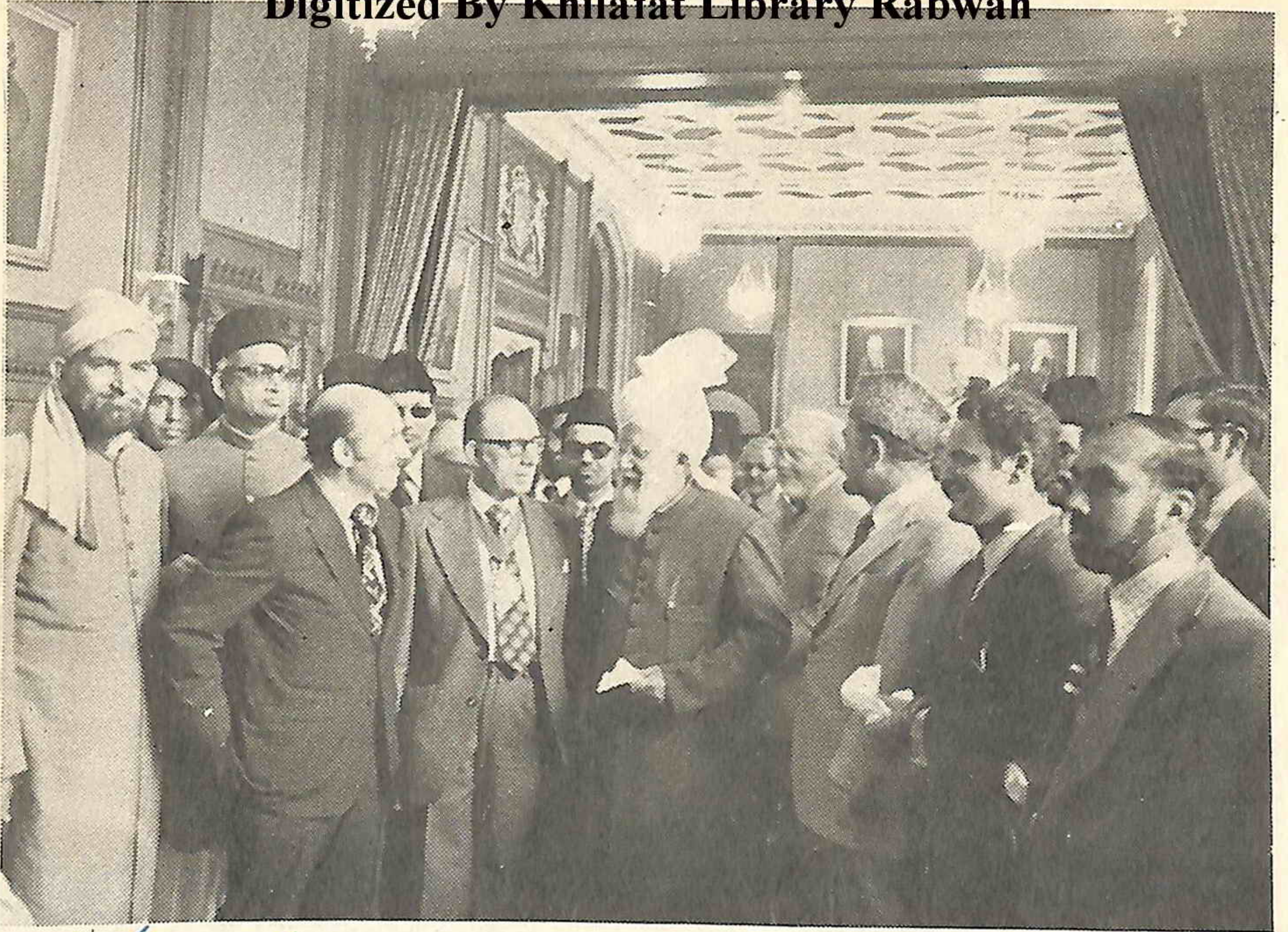
دعوتِ استقبالیہ کے موقع پر حضور مسٹر ٹام کاکس ممبر پارلیمنٹ اور دیگر مدعووین کے ساتھ محوِ گفتگو ہیں۔

لنڈن کانفرنس کے موقع پر حضور ایدہُ اللہ بنصرہٖ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد سے محوِ گفتگو ہیں۔

برطانوی دارالعوام میں مسٹر ٹام کاکس ممبر پارلیمنٹ
کی دعوتِ استقبالیہ کے موقع پر مسٹر ٹام کاکس اور
مکرم بشیر احمد خانصاحب رفیق
امام مسجد لنڈن حضور کے ساتھ کھڑے ہیں۔

دعوتِ استقبالیہ کے موقع پر حضور میزبان
کے ساتھ گفتگو فرما رہے ہیں۔
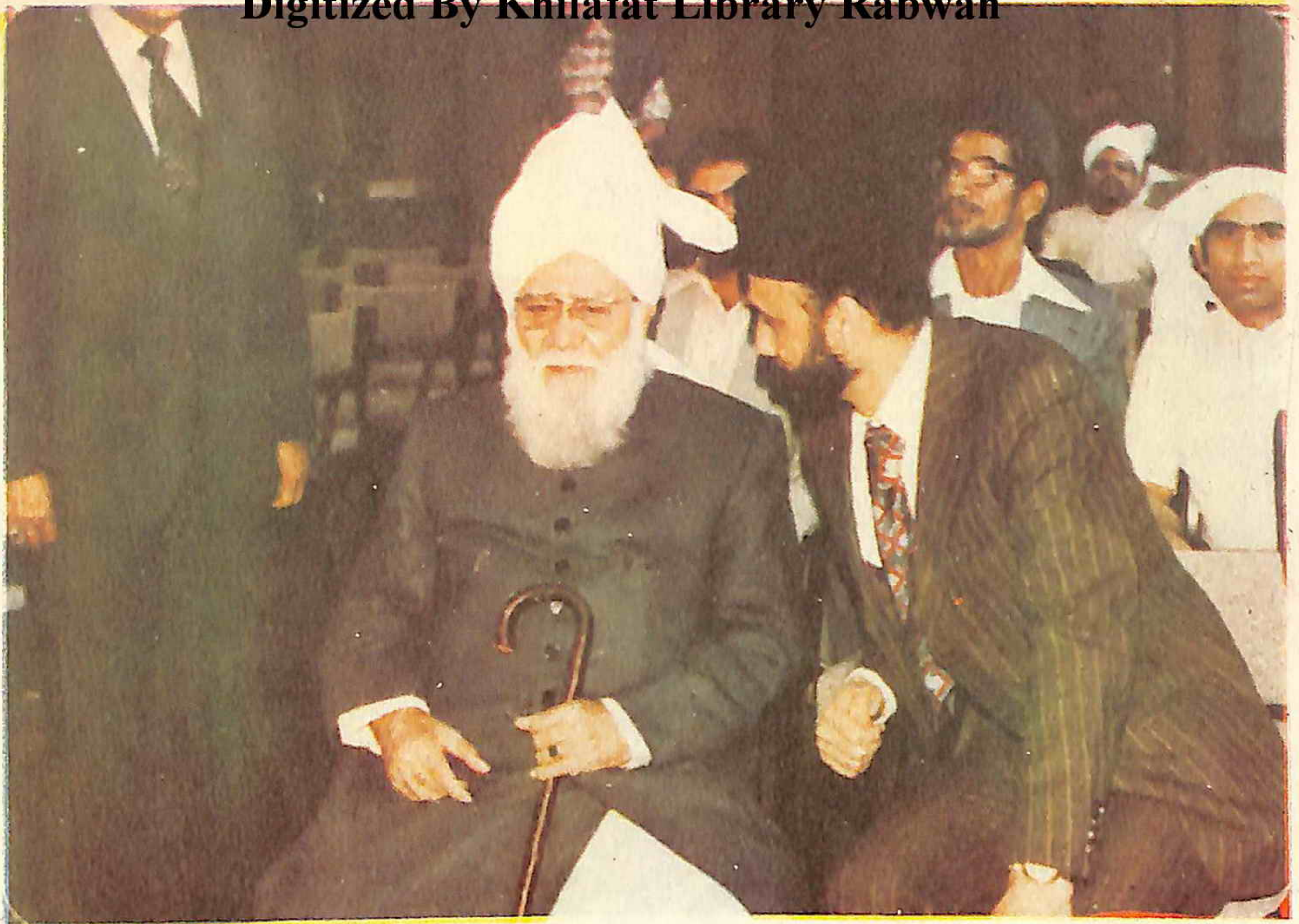
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہٖ سفرِ یورپ کے دَوران اوسلو (ناروے) کی ایک استقبالیہ دعوت میں رونق افروز ہیں۔ مکرم کمال یوسف صاحب امام ناصر مسجد گوٹن برگ حضور کے ساتھ بیٹھے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہٖ گرینڈ ہوٹل سٹاک ہالم (سویڈن) میں پریس کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں۔
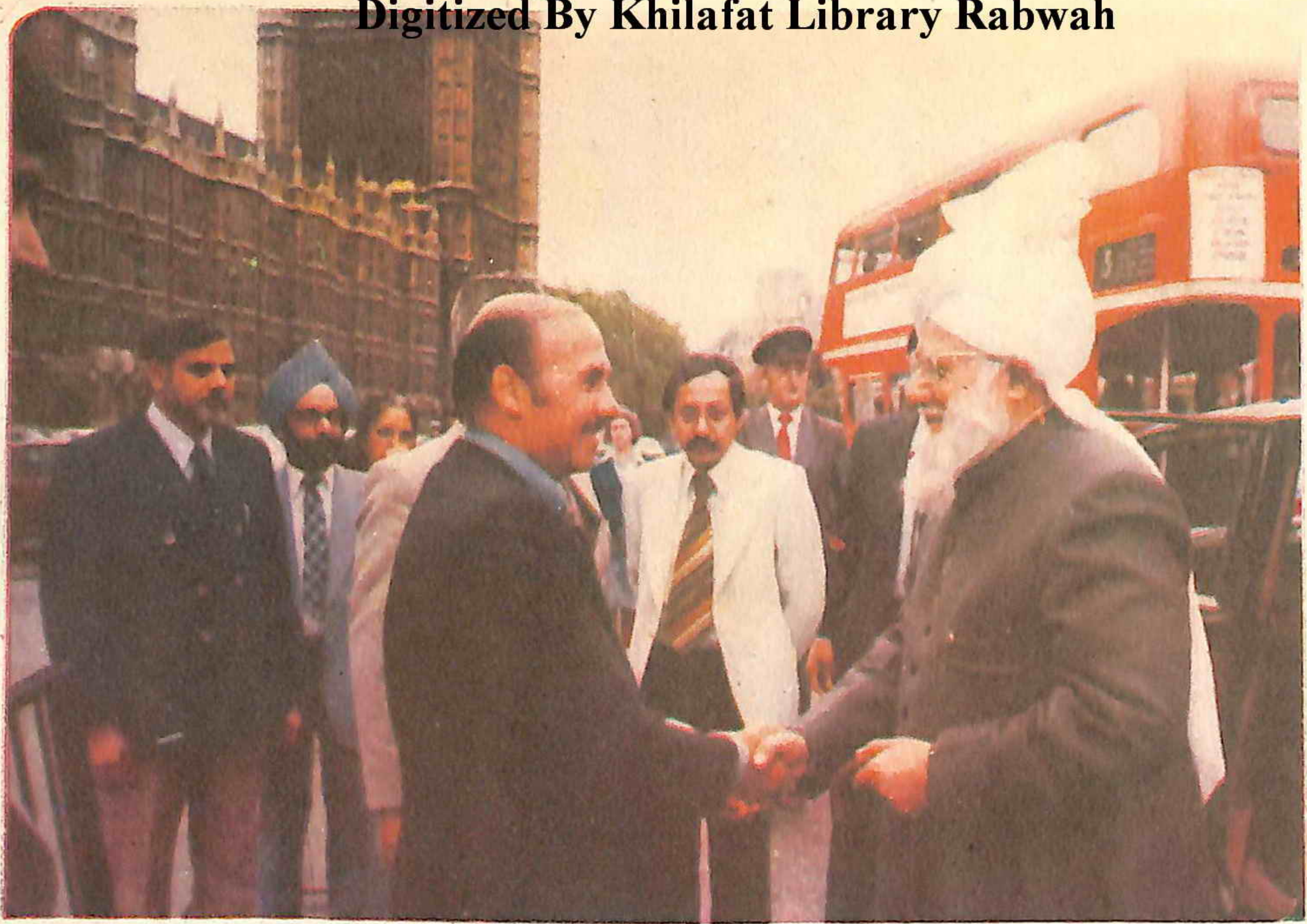
برطانوی دارالعوام کے سامنے مسٹر ٹام کاکس حضور کا استقبال کر رہے ہیں۔ درمیان میں صاحبزادہ مرزا فرید احمد سلمہ اللہ تعالےٰ کھڑے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ ہوٹل سکنڈے نیویا اوسلو ز ناروے، میں پریس کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں
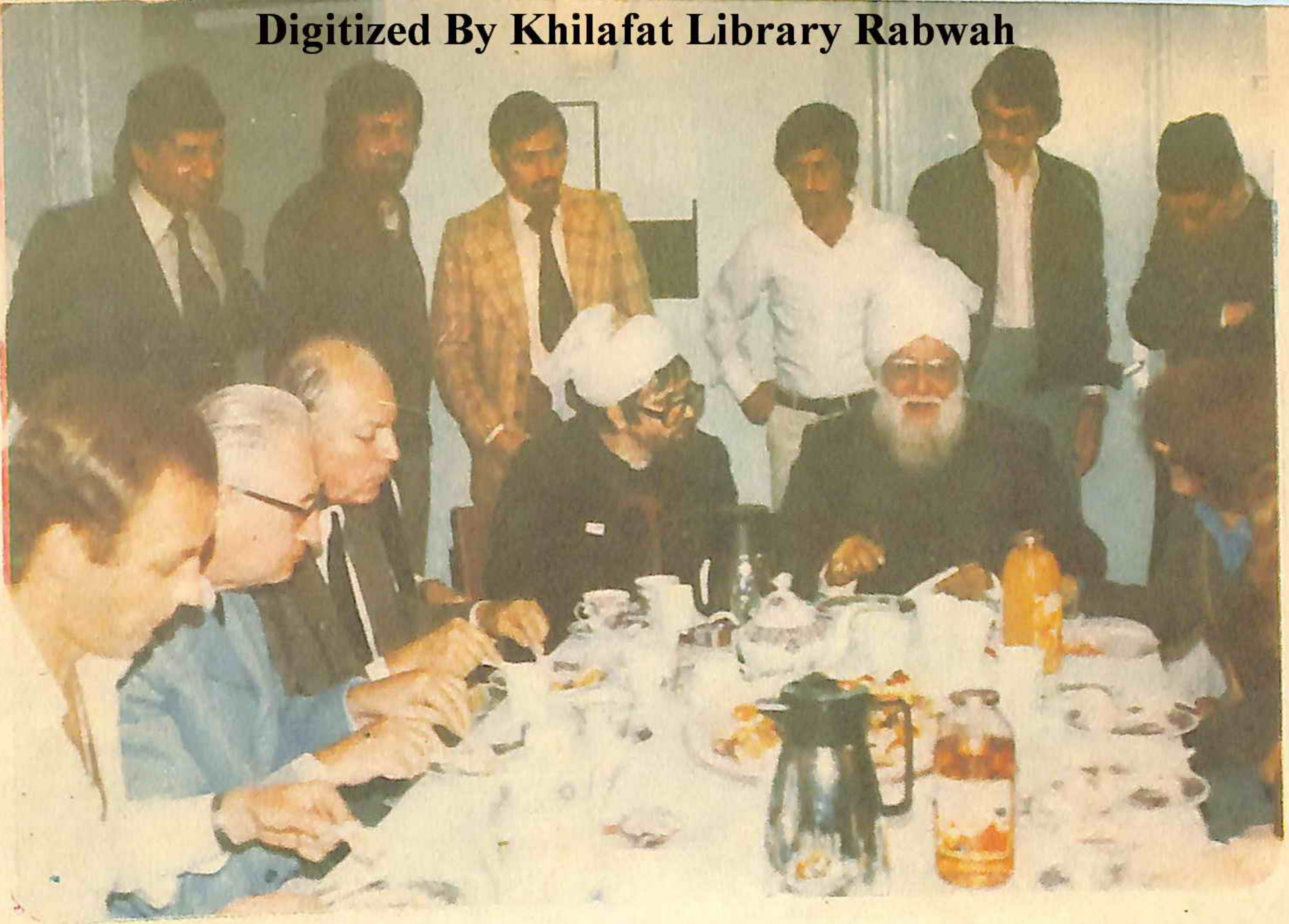
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ ہیمبرگ احمدیہ مسلم مشن میں ایک پُر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں۔
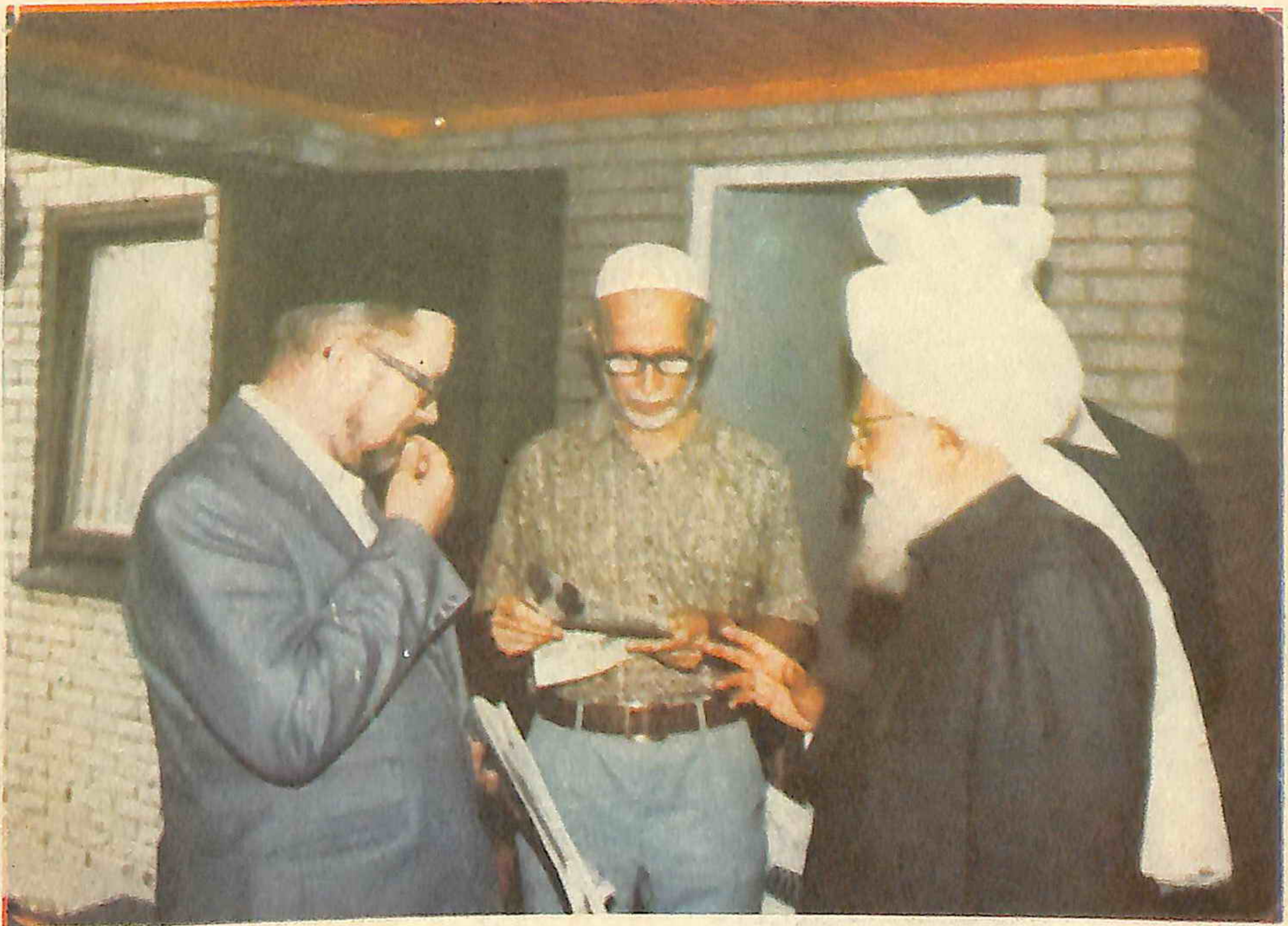
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کوپن ہیگن (ڈنمارک) میں احمدیہ مسلم مشن کے سامنے مکرم عبدالسلام صاحب میڈسن اور مکرم سوینڈ ہنسن صاحب کے ساتھ کھڑے ہیں۔

برطانوی دارالعوام میں دعوتِ استقبالیہ کے موقع پر حضور ایدہ اللہ بنصرہ ہنسلو (لنڈن) کے ایجوکیشن آفیسر مسٹر اور مسز ماٹل MOTTLE کے ساتھ گفتگو فرما رہے ہیں۔
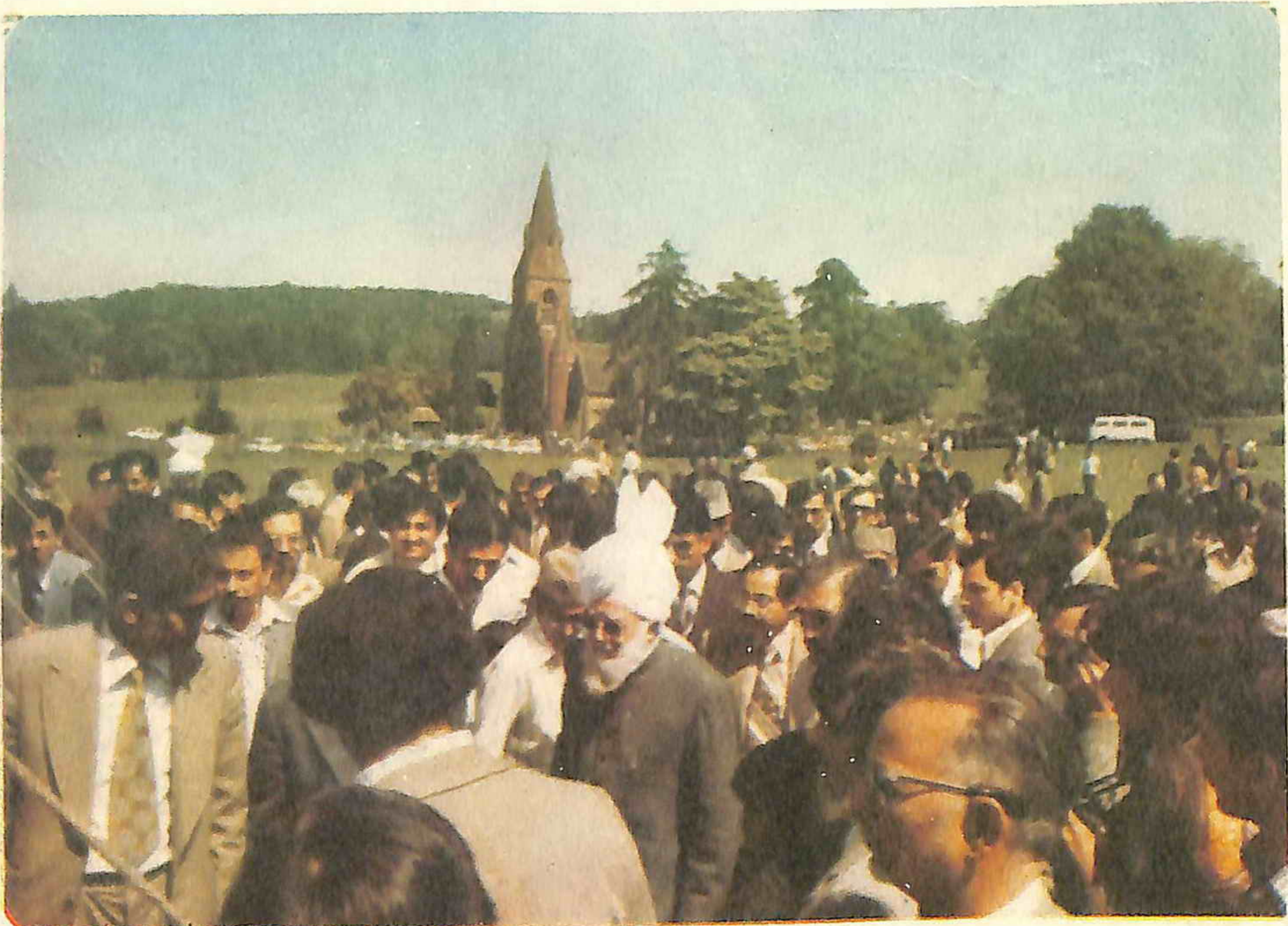
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ برمنگھم کے مضافات میں اجتماعی پکنک میں احباب کے ساتھ کھڑے ہیں۔ پس منظر میں ہیگلے ہال کی عمارت بھی نظر آرہی ہے جس میں لارڈ کوب ہام نے حضور کا استقبال کیا تھا۔
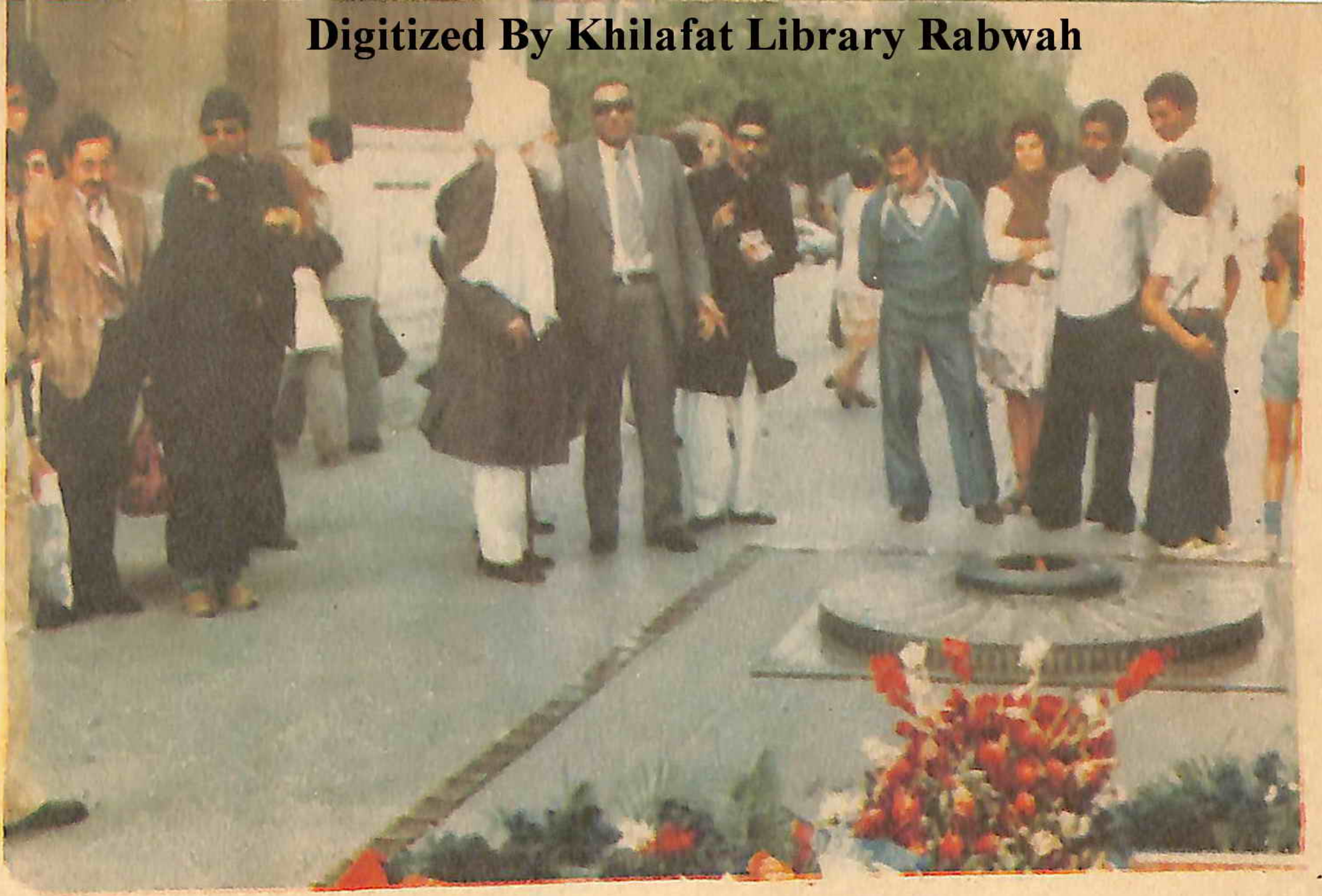
ضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ پیرس میں اپنے رفقائے سفر کے ساتھ عہدِ نپولین کی ایک مشہور یادگار
ARC DE TRIOMPHE دیکھ رہے ہیں۔
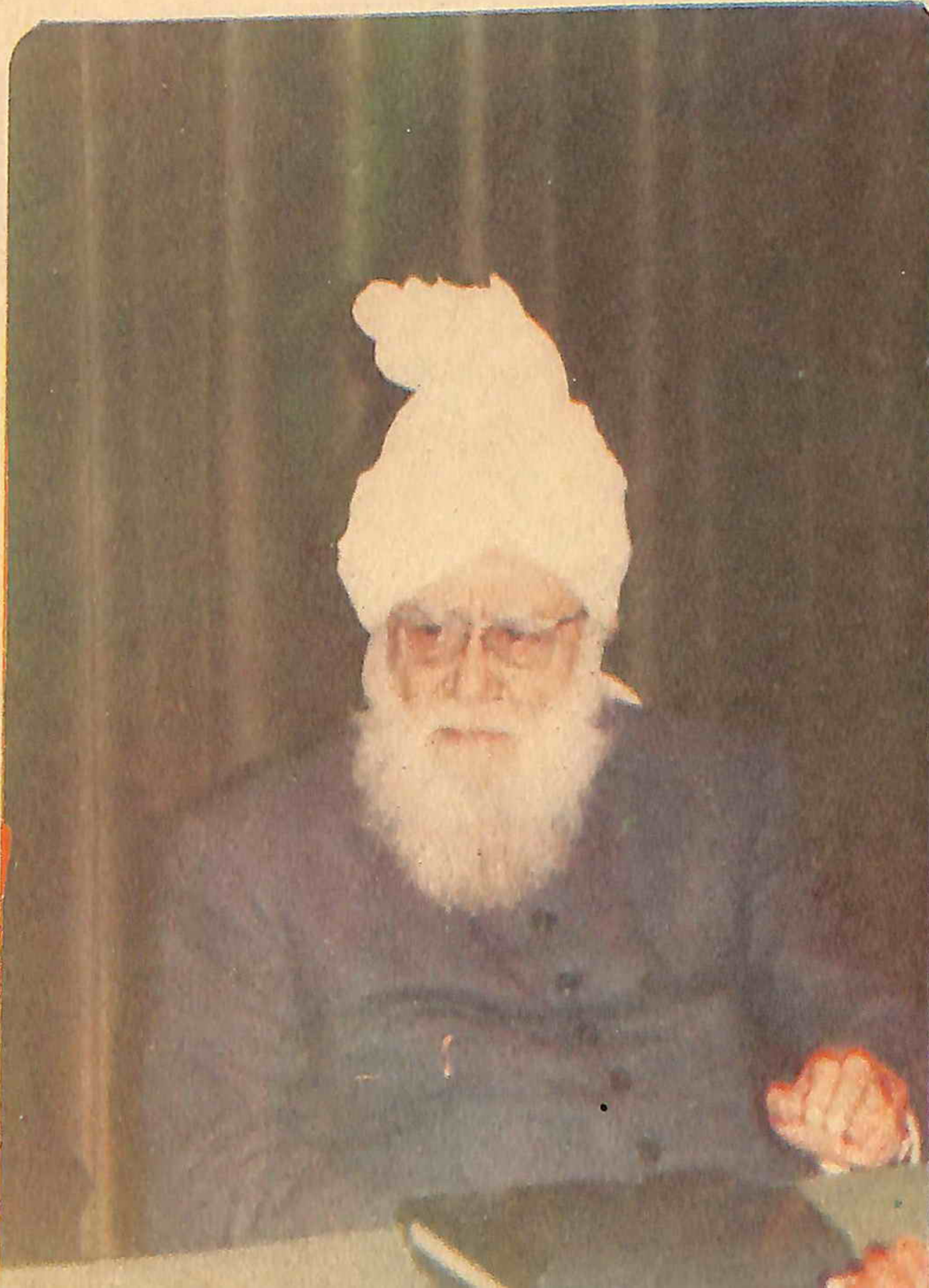
رت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ
ہیمبرگ مشن میں ریڈیو کے لئے انٹرویو
ریکارڈ کروا رہے ہیں۔
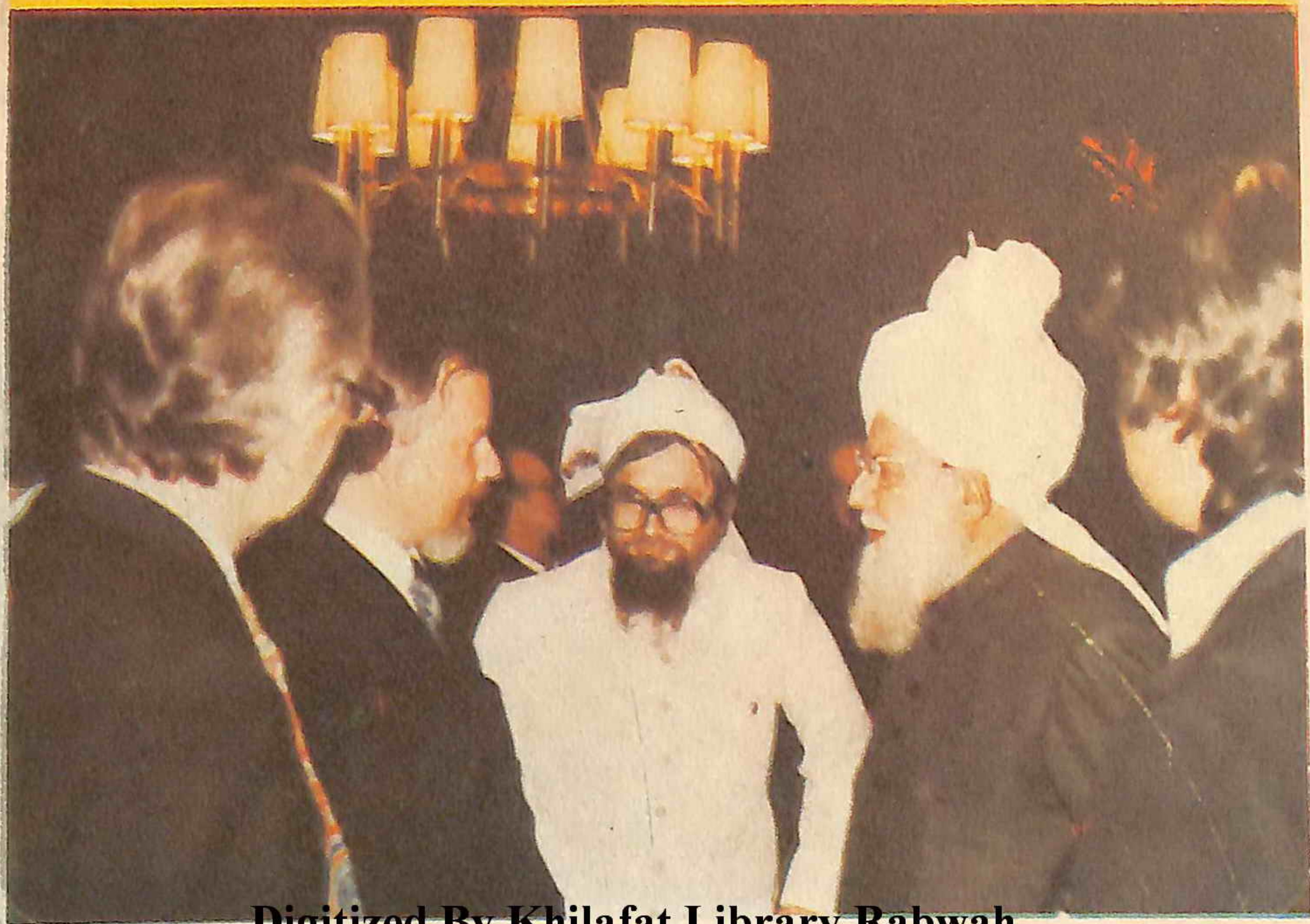
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ فرنکفرٹ کے ہوٹل میں دعوتِ استقبالیہ کے موقع پر شرکاءِ دعوت سے گفتگو فرما رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ فرنکفرٹ میں پریس کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں۔

ایک خوفناک تباہی ان کی منتظر ہے جس کے متعلق گیارہ سال پہلے لندن ہی میں انہیں متنبہ کیا جا چکا ہے۔

ایک عہد آفرین اعلان

اس بین الاقوامی کانفرنس کے انعقاد پر برطانوی چرچ میں خاصی ہلچل پیدا ہوئی۔ اور بعض عیسائی حلقوں میں اس پر خاصی تشویش کا اظہار بھی کیا گیا۔ چنانچہ برٹش کونسل آف چرچز نے ایک پریس ریلیز کے ذریعے جماعت احمدیہ کو تبادلہ خیالات کی جو دعوت دی تھی اس سے بھی دراصل چرچ کی اسی تشویش کی نشان دہی ہوتی ہے اس دعوت کا متن کانفرنس کے اختتامی اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر کے بعد محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب نے پڑھ کر سنایا اس دعوت کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے مختصر تقریر کرتے ہوئے کونسل کے نمائندوں کے ساتھ تبادلہ خیالات کی دعوت کو قبول کرنے کا عہد آفرین اعلان فرمایا آپ نے اس دعوت کو امید افزا قرار دیا۔ اور اس بات کی توقع ظاہر فرمائی کہ اگر دوستانہ ماحول میں اس قسم کے تبادلہ خیالات کے دوران عیسائیوں کو پیار کے ساتھ اور احسن طریق پر مسائل سمجھانے کے مواقع میسر آ گئے تو وہ اپنے غلط عقائد چھوڑ دیں گے۔ ان پر یہ حقیقت یقیناً منکشف ہو جائے گی کہ مسیح کی صلیبی موت کا عقیدہ تو دراصل خدا کے اس برگزیدہ نبی پر ایک بہت بڑا بہتان ہے اور اس سے خدا کی صفت عدل کی ہتک لازم آتی ہے۔

حضور نے اس بات پر خوشی کا اظہار فرمایا کہ برٹش کونسل آف چرچز نے جماعت احمدیہ کو باہمی بات چیت اور تبادلۂ خیالات کرنے کی دعوت دے کر ہمارے کام کو آسان بنا دیا ہے۔ ہم اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے بڑی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اور توقع رکھتے ہیں کہ یہ تبادلہ خیال محبت اور شائستگی کی فضا میں منعقد ہونے کی صورت میں یقیناً نتیجہ خیز ثابت ہوگا۔ حضور نے یہ تجویز فرمایا کہ یہ تبادلۂ خیال لندن۔ روم۔ مغربی افریقہ کے کسی ملک کے دار الخلافہ، کسی ایشیائی ملک کے دار الخلافہ اور امریکہ میں باہمی رضامندی سے مقررہ تاریخوں میں اور ایسی شرائط کے ساتھ ہو جن کی تفصیل باہمی بات چیت کے ساتھ طے کی جائے۔

لندن کانفرنس اور برطانوی پریس

اس کانفرنس کا خدا تعالیٰ کے فضل سے برطانوی پریس میں بڑا چرچا ہوا۔ ڈیلی ٹیلیگراف نے کانفرنس کی خبر کے ساتھ حضور کی تصویر بڑی نمایاں کر کے شائع کی۔ برطانیہ کے مشہور اخبار سنڈے ٹیلیگراف نے اپنے جون ۱۹۷۸ء کے پہلے ہفتہ کے شمارہ میں اپنے نامہ نگار پیٹرسن فلپس کا

ایک طویل مقالہ چند تصاویر کے ساتھ شائع کیا
نامہ نگار نہ کورنے برطانیہ سے سری نگر جاکر
قبر مسیح کے متعلق بذاتِ خود معلومات حاصل
کرکے یہ مقالہ سپردِ قلم کیا ہے۔ نامہ نگار اپنے
مقالہ میں لکھتا ہے :-

"جماعت احمدیہ اس ہفتہ کے آخر
میں کینزنگٹن میں واقع کامن ویلتھ
انسٹی ٹیوٹ کی عمارت میں ایک
سہ روزہ کانفرنس منعقد کررہی
ہے جس میں وہ عیسائی دنیا کے
سامنے جو فی زمانہ بے اعتقادی
کی شکار ہے اپنے اس نظریہ کو
پیش کرنا چاہتے ہیں کہ جب مسیح
کو صلیب پر سے اتارا گیا تھا تو
وہ زندہ تھے بعد میں وہ ہمالیہ
کے دامن میں واقع وادی کشمیر
کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ جہاں
پہلے سے یہودیوں کے بعض قبیلے
موجود تھے۔ آثار قدیمہ کے بعض
ماہرین دینی علوم میں دسترس رکھنے
والے اور مستشرقین کی ایک جماعت
بھی اس نظریئے کی مؤید ہے ان
سب ماہرین سے اوپر اور بلند و بالا
جماعت احمدیہ کے روحانی پیشوا
حضرت خلیفۃ المسیح ہیں جو اس

کانفرنس میں تقریر کرنیوالے ہیں "
اخبار سنڈے ہیرلڈ نے لندن کے ہوائی اڈے
پر اخباری رپورٹروں کے ساتھ پریس ملاقات کے
دوران حضور نے جو ارشادات فرمائے تھے اس
کی تفصیلی رپورٹ حضور کی تصویر کے ساتھ یکم جون
کے شمارہ میں صفحہ اول پر جلی عنوانات کے تحت
شائع کی۔ چنانچہ کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے
اخبار نے لکھا :-

"لندن کانفرنس ساری دنیا کی توجہ
کا مرکز بن گئی ہے۔ اس سے قبل اتنا
بڑا بین الاقوامی اجتماع دیکھنے میں
نہیں آیا۔ جس میں دنیا کے ممتاز
ماہرین آثار قدیمہ مستشرقین، محققین
اور مذہبی راہنما حضرت مسیح علیہ
السلام کی زندگی کے بارہ میں تقریریں
کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہوں "

BBC سے ۴ر جون کے نیوز بلیٹن میں برٹش کونسل
آف چرچز کے پریس ریلیز کے حوالے سے کانفرنس
کی خبر نشر ہوتی رہی۔

اس سہ روزہ بین الاقوامی کسر صلیب
کانفرنس پر مشہور عیسائی اخبار کیتھولک ہیرلڈ
کے تبصرہ سے بھی عیاں ہے کہ ہماری یہ کانفرنس
عیسائی کلیسیا کو جھنجوڑنے اور اس میں ایک زبردست
ہلچل پیدا کرنے میں بہت کامیاب ثابت ہوئی ہے
یہی نہیں بلکہ عیسائیوں کے ہر فرقہ اور ہر طبقہ خیال

کو اس کا نوٹس لینے پر مجبور ہونا پڑا ہے۔

تبصرہ نگار فرانسس گملے FRANCES GUMLAY نے کانفرنس کے دنوں میں مشن ہاؤس میں حضور سے انٹرویو لیا۔ کانفرنس پر تبصرہ کرتے ہوئے اس نے اگرچہ جگہ جگہ اپنے روایتی انداز کے مطابق سچ کے ساتھ جھوٹ کی آمیزش بھی کی ہے تاہم وہ اس حقیقت کو چھپا نہیں سکے کہ جماعت احمدیہ کے نزدیک اس یلغار سے برطانیہ عنقریب تبدیلیٔ مذہب کی ایک زبردست لپیٹ میں آنیوالا ہے اور مسیح محمدی کے پیروکار جلد ہی عیسائیوں کو بھی اپنا ہم عقیدہ وہم مذہب بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اس تبصرہ نگار کا اپنے تبصرہ میں دی برٹش کونسل آف چرچز کے اخباری بیان کے اس حصہ کو دہرانا گویا دوسرے لفظوں میں عیسائیت کے کھلم کھلا اعتراف شکست کے مترادف ہے کہ ہمیں (عیسائیوں کو) اس امر کا شدید احساس ہے کہ ماضی میں عیسائیت دوسرے مذاہب اور ان کے بنیادی عقائد کو جارحانہ اور منفی قسم کے حملوں کا نشانہ بناتی رہی ہے۔ یہ حملے اسی نوعیت کے ہوتے تھے جس نوعیت کے حملے عیسائیت کے بنیادی عقائد پر احمدی (اس کانفرنس کی شکل میں) اب کر رہے ہیں جب ہم پر ایسے حملے ہوں تو ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہم ضرورت سے زیادہ مدافعت کا مظاہرہ کریں۔" (کیتھولک ہیرلڈ ۹ رجون ۱۹۷۸ء صفحہ ۳)

حضور کی تقریر اور اس کے بعد حضور کی طرف سے چرچ کونسل کی دعوت کو قبول کرنے کا عیسائی حلقوں میں بڑا خوشکن ردّعمل ہوا۔ وہاں کے عیسائی عوام کلیسیا پر زور دے رہے ہیں کہ جب امام جماعت احمدیہ نے تبادلۂ خیال کی دعوت منظور کر لی ہے تو کلیسیا کا یہ فرض ہے کہ وہ شرائط طے کر کے تبادلۂ خیال کا انتظام کرے۔ یہی نہیں ایک انگریز خاتون نے اپنے خط میں اس بات کا برملا اظہار کیا کہ اس کانفرنس سے اس کے دل کو سکون اور روح کو تازگی ملی ہے۔ نیز اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ چرچ جب بھی تبادلۂ خیالات کے لئے تیار ہو جائے تو اُسے بھی خدمت کا موقع دیا جائے۔ مارمن چرچ کے دو انگریزوں کا خط اس سے بھی زیادہ دلچسپ تھا۔ انہوں نے لکھا کہ اس کانفرنس نے ان کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہونے کے لئے تیار ہیں ؛

مطالعۂ کتب

ماہ جنوری میں خدام کے مطالعہ کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی سالانہ اجتماع ۱۹۷۸ء کی اختتامی تقریر بعنوان "ہمارے عقائد" مقرر کی گئی ہے خدام اس کتابچہ کا مطالعہ کریں۔

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

کانفرنس کی خصوصی رپورٹ

کسرِ صلیب کانفرنس کی پبلسٹی اور اس کے نتائج

ـــــ رپورٹ مرتبہ :- مسٹر ایڈمسن اور ان کے رفقاء کار

ـــــ ترجمہ :- جناب حسن محمد خان عارف ایم - اے ربوہ

کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ ہال لندن میں جون کے پہلے ہفتہ میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی کسرِ صلیب کانفرنس کے بعض خصوصی انتظامات اور خاص طور پر نشر و اشاعت کے لئے ایک کمپنی کا تعاون حاصل کیا گیا تھا۔ ساری دنیا میں کانفرنس کی پبلسٹی کے متعلق کمپنی نے اعداد و شمار اکٹھے کر کے جولائی ۱۹۷۸ء میں ایک سروے رپورٹ پیش کی ہے جس کا ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے ـــــ (ادارہ)

نوٹ :- برطانوی اخبارات کے صرف وہ اعداد و شمار دیئے جا رہے ہیں جن کے تراشے ہمیں پہنچ چکے ہیں۔ اداریئے مقالے جو بکثرت شائع ہوئے اور ہمیں نہیں ملے وہ ان میں شامل نہیں۔

برطانیہ :-

تعداد اشاعت اخبارات جن میں یہ خبر شائع ہوئی ۱،۶۶،۱۴،۵۲۶

تعداد اشاعت رسائل " " " " ـــــ ۱۲،۳۶۶،۵۴۱

ریڈیو کے سامعین کی تعداد جو ہم پیش کر رہے ہیں اس سے کہیں زیادہ ہے ـــ ۴۹،۸۰،۰۰۰

سننے اور پڑھنے والوں کی کل تعداد (بعض نے کئی بار یہ پروگرام سنا) ـــ ۸،۲۶،۸۲،۰۷۷

سمندر پار اخبارات :- اس بارہ میں ہمارے لئے صحیح اعداد و شمار دینا ممکن نہیں کیونکہ ہمارے پاس اٹلی، میکسیکو، کینیڈا، شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ وغیرہ کے اعداد و شمار موجود نہیں۔ اس لئے ہم محض محتاط اندازہ پیش کر رہے ہیں ـــــ ۷۰،۰۰،۰۰۰

سمندر پار ریڈیو :- BBC کی عالمی سروس دنیا کے قریباً ۸۰ نشریاتی systems کے ذریعہ ۸۰ ممالک میں جاتی ہے جن میں امریکہ (U.S.A)، آسٹریلیا، کینیڈا، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، ملیشیا، جنوبی افریقہ شامل ہیں۔ علاوہ ازیں چھوٹے نشریاتی علاقے بھی ہیں۔ جہاں BBC کی آواز پہنچتی ہے اور ان میں اٹلی، جبر الٹر اور دولت مشترکہ کے دوسرے ممالک اور

بعض برطانوی فوجی مراکز شامل ہیں ہمارے اندازہ کے مطابق یہ ۵ کروڑ سے زائد بنتے ہیں۔
اس لئے ہمارے نزدیک اس مہم کے نتیجہ میں جن افراد تک یہ پیغام پہنچا ان کی مجموعی تعداد ۴۴۶۸۰۷۷ ہے۔

۲- مقاصد:- اس مہم کے دو بڑے مقاصد تھے:-
(۱) مسیح کی صلیب سے نجات" کے موضوع پر احمدیہ کانفرنس کی وسیع اشاعت۔
(۲) اہلِ برطانیہ میں عقائد جماعت احمدیہ کی اشاعت۔
ان کے علاوہ دیگر مقاصد بھی تھے:-
۱- یورپ کے دیگر ممالک میں جماعت احمدیہ کے عقائد کی اشاعت۔
۲- کینیڈا- شمالی امریکہ (USA) اور جنوبی امریکہ میں ان عقائد کی اشاعت۔
۳- نائیجیریا- غانا- لائبیریا اور مغربی افریقہ کے دوسرے ممالک میں اشاعتِ احمدیت۔
۴- اس امر کی تسلی کہ کانفرنس کی خبر تواتر کے ساتھ بھارت- پاکستان اور بنگلہ دیش میں آتی رہے۔
۵- اس بات کی تسلی کہ کانفرنس منظم طور پر کامیاب اور برطانیہ میں مقیم احمدیوں کیلئے مسرت کا باعث ہوگی
۶- ایسی ٹھوس اور مضبوط بنیاد کی تیاری جس پر بعد ازاں یہ مہم جاری رکھی جائے۔
۷- دنیا میں دوسرے احمدیہ مشنوں کے لئے فلمیں اور ریڈیو اور Tapes کی تیاری۔
جوں جوں مہم آگے بڑھتی رہی مندرجہ ذیل امور سامنے آئے:-
۱- اخبارات کے سووینئر ایڈیشن۔
۲- کانفرنس کے لئے جملہ تیاری۔
۳- مغربی افریقہ کے لئے ایک مزین خوبصورت اشتہار۔
۴- استقبالیہ کے لئے دارالعوام کے قاعدہ کے مطابق دعوتی کارڈوں کے مزین ڈیزائن کی تیاری
۵- پکنک picnic کے لئے کسی مضافاتی دیہاتی مقام کا انتخاب اور بیوت الخلاء کا انتظام۔
۶- کانفرنس کے لئے کرسیوں اور دیگر سازوسامان کا انتظام۔
۷- مسجد اور ہال میں حفاظتی اقدامات۔
۸- کانفرنس اور پکنک کی تصاویر اتارنے کے انتظامات۔
۹- فلم کمپنی کا انتخاب- سکرپٹ کے لئے ہدایات اور منظر کشی کے انتظام۔
۱۰- اخبار ٹائمز (Times) میں اشتہار کی فنی تزئین (Art work) اور اسکی تیاری۔

نتائج:- ۱- اخبارات:- اخبارات کے لحاظ سے یہ مہم بڑی کامیاب رہی۔

سنڈے ٹیلیگراف کے میگزین میں ایک پورا فیچر آرٹیکل شائع ہوا جس کی اشاعت ۱۳۱۲۰ ہے اس آرٹیکل میں حضور کی رنگین تصویر کے علاوہ سرینگر میں مقبرہ اور احمدی احباب کی آمد کی تصاویر شائع ہوئیں۔

اس سے قبل تین پریس کانفرنسوں کی وجہ سے کانفرنس کی اشاعت کی راہ ہموار ہو گئی تھی۔ پہلی کانفرنس لندن میں دوسری برمنگھم اور تیسری پھر لندن میں منعقد ہوئی۔

پہلی پریس کانفرنس ساری دنیا کے پریس میں شائع ہوئی اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور قابل غور ہیں۔

ڈیلی ٹیلیگراف	اشاعت	۱۳,۲۶,۲۳۶
گارڈین	"	۲,۶۷,۴۱۷
ایوننگ نیوز	"	۵,۵۱,۲۶۷

لندن کے علاوہ دیگر صوبجاتی اور مضافاتی روزناموں اور شبینہ اخباروں نے یہ خبر شائع کی۔

دوسری کانفرنس جو برمنگھم میں ہوئی اس کی اشاعت کی تفصیل ملاحظہ ہو:۔

ڈیلی مرر	۳۹,۰۵,۲۵۸	ڈیلی میل	۱۹,۰۰,۲۴۶
ڈیلی ٹیلیگراف	۱۳,۲۶,۲۳۶	گارڈین	۲,۶۷,۴۱۷
		برمنگھم پوسٹ	۴۶,۲۲۷

ب۔ مذہبی جرائد:۔ اس مہم کی خبر مذہبی اخبارات کے صفحہ اول پر شائع ہوئی نیز تصاویر بھی دی گئیں۔ ان میں چرچ ٹائمز میں پوری خبر مع روداد اور Life and Faith میں پریس کانفرنس کی خبر دی گئی۔ جب کانفرنس شروع ہوئی تو Life and Faith میں خاص فیچر شائع ہوا جس میں جماعت احمدیہ کے عقائد شائع کئے گئے۔ اور The Tablet کے ایک صحافی کا پورا انٹرویو شائع ہوا۔

ج۔ ریڈیو:۔ ریڈیو نے بھی خبر کو خاص اشاعت دی۔ اس کے تین حصے ہیں:۔

(i) برٹش کونسل آف چرچز کے بیان کے بعد کانفرنس کا اعلان۔

(ii) سر محمد ظفر اللہ خانصاحب کا انٹرویو۔

(iii) امام رفیق کا لندن اور برمنگھم میں انٹرویو۔

کانفرنس کی خبر اتوار کی مذہبی خبروں کے پروگرام کا باعث بن گئی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ حاضرین کو پہلی پریس کانفرنس کے ذریعہ اطلاع مل گئی اور یہ پہلی بڑی کامیابی تھی۔

یعنی عیسائی کلیساؤں کی کانفرنس سے متعلق رویہ میں تبدیلی۔ چنانچہ انہوں نے یہ اچھی طرح محسوس کر لیا کہ اس کانفرنس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ برطانیہ میں ریڈیو کے ذریعہ یہ پیغام سات کروڑ نفوس تک پہنچ گیا۔ جس کا مطلب یہ سمجھ لیجئے کہ جماعت کے بارہ میں لاکھوں نے دو اور تین مرتبہ یہ پیغام سُنا۔

باقی دنیا میں محتاط اندازے کے مطابق جماعت احمدیہ کی کانفرنس کے متعلق ۵ کروڑ لوگوں نے یہ اعلان سُنا۔

۵۔ ~~ٹیلی ویژن~~:۔ یہ خاصا مشکل مرحلہ تھا۔ پھر بھی BBC کے دوپہر کے پروگرام میں سرکاری ٹیلی ویژن نے تیسری پریس کانفرنس کی خبر نشر کی۔

۶۔ سمندر پار کے اخبارات:۔ کانفرنس کے بارہ میں خبر سننے والوں کا محض اندازہ ہی لگایا جا سکتا ہے۔ ایسوسی ایٹڈ پریس جو دنیا کی سب سے بڑی نیوز ایجنسی ہے۔ اس نے یہ اخباری رپورٹ اپنے ہر اخبار کو بھجوا دی۔ سرکاری ہسپانوی ایجنسی نے بھی ایسا ہی کیا اور رائٹر کا بھی یہی طرز عمل تھا۔ خود ہمارے پاس ایجنسی کے تراشے نہیں پہنچے۔ صرف انہی تراشوں کا علم ہے جو احمدیوں کو مل سکے۔ اور ان میں امریکہ اور کینیڈا کے تراشے شامل ہیں۔ جن سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان دو ممالک میں اس خبر کی کافی تشہیر ہوئی۔ یہ بات ہمارے علم میں آئی ہے کہ اٹلی اور میکسیکو میں بھی اس خبر کی خوب اشاعت ہوئی۔ لیکن ان کے تراشے ہمیں نہیں مل سکے۔

اس لئے ہمیں دونوں مقاصد میں کامیابی ہوئی اور ہم نے جو اندازہ لگایا تھا اس سے بدرجہا زیادہ کامیابی حاصل ہوئی۔

دیگر متفرق امور کا جائزہ

۱۔ دو اخباری souvenirs بہت بڑی کامیابی تھے۔ یہ لکھے بھی ہمارے ہی وقت میں گئے۔ اور ان کا ڈیزائن بھی یہیں تیار ہوا۔

۲۔ رنگین اور سادہ تصاویر کے بارہ میں کانفرنس کی انتظامیہ نے اطمینان کا اظہار کیا۔

۳۔ فلم کی تیاری میں بھی انتظامیہ نے اطمینان کا اظہار کیا۔

۴۔ فنی لحاظ سے اشاعت کی مہم بہت کامیاب رہی جو کانفرنس کی کامیابی کا ثبوت ہے۔

۵۔ اخبار ٹائمز میں اشتہار کے ڈیزائن اور آرٹ کے بارہ میں بہت عمدہ آراء موصول ہوئیں۔

۶۔ Picnic کے لئے جو مقام منتخب کیا گیا وہ نہایت کامیاب رہا اور خوشگوار موسم سے ہر شخص

لطف اندوز ہوا۔

۷۔ حفاظتی انتظامات کامیاب رہے۔

۸۔ حضور کے لئے کرسی اور Stand وقت پر پہنچ گئے۔ اسی طرح حاضرین کے لئے کرسیاں بھی وقت پر مل گئیں۔

۹۔ دیگر تحریرات:۔ پمفلٹ وغیرہ مشن اور ممبران نے پسند کئے۔

الغرض ان اعداد و شمار کی روشنی میں واضح ہے۔ کہ کانفرنس کی اشاعت توقعات سے کہیں زیادہ ہوئی اور ہماری یہ مہم انتہائی کامیاب رہی۔ (فالحمد للہ علی ذالک)

رپورتاژ

کسر صلیب کانفرنس کے بارہ میں میرے تاثرات

(جناب صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب)

اکثر دوست سوال کرتے ہیں کہ لنڈن کانفرنس کس حد تک اپنے مقاصد میں کامیاب رہی اور اس کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟ اس سلسلہ میں بہت کچھ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ خصوصاً کانفرنس کے دنوں کی رپورٹیں جو ساتھ ساتھ بھجوائی جاتی رہیں اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر بخوبی روشنی ڈالتی ہیں تاہم ادارہ خالد کے اصرار پر یہ چند سطور سپرد قلم کر رہا ہوں۔

کانفرنس کے جن پہلوؤں نے مجھے نمایاں طور پر متأثر کیا، ان میں سے ایک تو عمومی رنگ رکھتا ہے۔ کانفرنس کے نتیجے میں جو نہایت پاکیزہ اخوت کا ماحول مسجد فضل لنڈن کے ارد گرد نظر آتا تھا وہ دل پر گہرا اثر کرنے والا تھا۔ تقریباً تمام دنیا سے مختلف ممالک کے نمائندگان شرکت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ گو جلسہ سالانہ تو نہیں کہہ سکتے۔ مگر جلسہ سالانہ کا مختصر سا خاکہ ضرور کھینچا گیا تھا۔ اس میں وہی محبت اور خلوص اور بے پناہ اسلامی اخوت کے رنگ بھرے ہوئے تھے۔ حضور کی شمولیت کی وجہ سے صرف بیرونی نمائندگان ہی نہیں لنڈن اور ماحول کی جماعتوں کے احباب اور انگلستان کی دیگر جماعتوں کے احباب بھی بکثرت شامل ہوئے۔ بلکہ کانفرنس سے پہلے اور کانفرنس کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ مسجد فضل لنڈن پر ایک بہار کا سا سماں طاری تھا۔ جماعت احمدیہ انگلستان کو جو میزبانی کی توفیق ملی ہے وہ بھی اس کانفرنس کے پھلوں میں سے ایک شیریں پھل ہے جو لوگ انگلستان کے حالات سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ مکانیت کی تنگی اور شدید مہنگائی کے باعث چند دن کی مہمان نوازی بھی کوئی آسان کام نہیں۔ لیکن احباب جماعت انگلستان نے جس طرح اپنے دروازے مہمانوں کے لئے وا کئے یہ منظر ان کے گھروں سے بڑھ کر ان کے دلوں کی کشادگی کا آئینہ دار تھا۔ انتظامات میں احمدی نوجوانوں نے جس ذوق شوق سے حصہ لیا اور مسلسل محنت سے اور لگن سے متفرق فرائض سرانجام دیتے رہے یہ امر بھی خوشکن اور حوصلہ افزا تھا کیونکہ یورپ کی مادہ پرست دنیا میں محض دینی غرض سے اس قسم کے ایثار کا نمونہ اتنے وسیع پیمانے پر ملنا مشکل امر ہے۔

کانفرنس کا دوسرا پہلو جو بہت ہی خوشکن تھا

اور جیسے اپنوں غیروں سب نے نمایاں طور پر محسوس کیا وہ یہ تھا کہ تمام شرکائے کانفرنس یعنی مقررین اور مقالہ نگاروں نے نہایت اعلیٰ معیار کے مقالے پڑھے۔ کیا بلحاظ مضمون، کیا بلحاظ ترتیب، کیا بلحاظ زبان اور کیا بلحاظ طرز ادائیگی، ہر پہلو سے بفضلہ تعالیٰ ان کا معیار بہت بلند تھا۔ غیر مسلم زائرین کی تعداد اگرچہ بہت زیادہ نہ تھی۔ مگر مختلف علمی حلقوں کے نمائندگان اور مذہبی اداروں کے نمائندگان باقاعدگی سے تشریف لاتے رہے اسی طرح مقامی احمدیوں کے غیر از جماعت اور غیر مسلم دوست بھی شامل ہوتے رہے۔ سب کا یہ تاثر تھا۔ کہ نہایت دلچسپ اور بلند پایہ مضامین پیش کئے گئے۔

اس کانفرنس کی جان حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کی تقریر تھی جس میں دو بنیادی امور پر زور دیا گیا تھا۔ اوّل توحید باری تعالیٰ پر مختلف آیات قرآنی کی روشنی میں نہایت دلنشین پیرایہ میں روشنی ڈالی گئی۔ دوم اس حقیقت کی طرف بڑے پُر زور انداز میں توجہ مبذول کرائی گئی کہ صلیبی موت سے حضرت مسیح کی نجات کا مسئلہ فی ذاتہ ایک طے شدہ مسئلہ ہے جس کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اتنے مضبوط اور مؤثر عقلی اور نقلی دلائل پیش فرمائے ہیں کہ ان کی موجودگی میں کسی اور سہارا کی ضرورت نہیں۔ قرآن کریم، بائیبل، تاریخ اور عقل سب کی گواہی بلا استثناء حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات کو روز روشن کی طرح ثابت کر رہی ہے لہذا اس کانفرنس کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ ٹورین میں مبیّنہ طور پر جو حضرت مسیح کا کفن محفوظ چلا آرہا ہے اس پر تحقیق کے نتائج پر انحصار کر کے حضرت مسیح کی صلیبی موت سے نجات ثابت کی جائے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ کفن حقیقتاً وہی کپڑا ہے جو حضرت مسیح کے جسم پر واقعہ صلیب کے بعد لپیٹا گیا۔ اور قطع نظر اس کے کہ سائنسدان کس حد تک اس کپڑے کے مخفی راز دریافت کرتے ہیں احمدیت بکثرت ایسے مضبوط دلائل کی حامل ہے جو عملاً اس صلیب کو پارہ پارہ کر چکے ہیں جس کی طرف قبل ازیں حضرت مسیح کا قتل منسوب کیا جاتا تھا۔ پس اگر ٹورین کے کفن کی شکل میں ایک اور شاہد بھی اس بات کا پیدا ہو جائے تو احمدیت اس پہلو سے یقیناً اس کا استقبال کرے گی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ اس بارہ میں زمین مزید شواہد اُگلے گی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے گواہ کے طور پر ہم اس نئی دریافت کو یقیناً عزت اور توقیر کی نظر سے دیکھیں گے۔ لیکن فی الحقیقت مسئلہ کے ثبوت یا عدم ثبوت کا اس پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔ بہر حال حضور کی تقریر ایک طویل علمی تقریر تھی جس کا خلاصہ پیش کرنا یہاں مقصود نہیں۔ یہ دو امور چونکہ اس میں بنیادی

ستونوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس لئے ان کا ذکر ضروری سمجھا۔

لنڈن کانفرنس کی کامیابی اور اثرات کی گہرائی کا ایک ثبوت منفی ردعمل کے طور پر ظاہر ہوا اگرچہ قبل ازیں اخبارات اور نشریاتی اداروں کی طرف سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے انگلستان کے دورے کی طرف خاطر خواہ توجہ دی جاتی تھی، لیکن عجیب بات ہے کہ اس انتہائی اہم موقعہ پر جو حضور کے گزشتہ دوروں کی نسبت غیر معمولی طور پر زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔ نہ صرف اخبارات اور نشری اداروں کی طرف سے عدم تعاون کا اظہار ہوا بلکہ انگلستان کے چرچ کی طرف سے واضح مخالفت اور عداوت کے آثار دیکھنے میں آئے چونکہ انگریز قوم بہت حوصلہ مند ہے اس لئے ان کی طرف یہ تنگدلی اور کم حوصلگی کا مظاہرہ میرے نزدیک جماعت احمدیہ لنڈن کانفرنس کی کامیابی کے حق میں سب سے بڑا خراج تحسین تھا۔ جب تک اس قوم کو کسی سمت سے حقیقی خطرہ نظر نہ آئے۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر کم حوصلگی کا مظاہرہ کرنے والے نہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کانفرنس کے موقعہ پر پہلی بار سنجیدگی سے انہیں یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ جماعت احمدیہ کوئی ناقابل اعتنا بچوں کا کھیل نہیں بلکہ بلوغت کے اس معیار کو پہنچ چکی ہے جس سے عیسائیت کے لئے بے خوف و خطر رہنا ممکن نہیں رہا۔ یہی احساس تھا جس نے تعصب کی نئی راہیں کھولیں۔ جن پر اس سے قبل کبھی اہل انگلستان کو قدم مارتے نہیں دیکھا گیا۔ اس چھوٹے سے واقعہ سے اہل کلیسیا کی تکلیف اور تعصب کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جس کمپنی سے حضور کے لئے کار کرایہ پر لی گئی تھی۔ اس نے کانفرنس کے موقعہ پر وہ کار بھجوانے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ جب دوسری کمپنیوں سے رابطہ پیدا کیا گیا تو یکے بعد دیگرے ہر کمپنی نے یہ کہکر معذرت کی کہ ہمیں بعض اطراف سے سخت دھمکیاں موصول ہوئی ہیں کہ اگر تم نے اپنی کار اس موقعہ پر بھجوائی تو عواقب کے تم خود ذمہ دار ہوگے کیونکہ بعید نہیں کہ اس کار کو بم سے اڑا دیا جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ عام چھوٹی چھوٹی دھمکیوں اور نامعلوم آدمیوں کے ٹیلی فون کے نتیجہ میں انگلستان کی بڑی بڑی کمپنیاں ایسا اقدام کرنے پر آمادہ نہ ہوتیں۔ خصوصاً جبکہ کمپنی کی ہر کار بھاری رقوم پر بیمہ شدہ ہوتی ہے۔ محض گیدڑ بھبکیوں سے ڈرنے کا کوئی موقعہ نہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ باقاعدہ کسی تنظیم کی طرف سے وسیع پیمانے پر یہ قدم اٹھایا گیا۔ لنڈن کی بیسیوں کمپنیوں میں سے کسی ایک کا بھی کار بھجوانے پر رضامند نہ ہونا اہل کلیسیا کی تنگدلی کا ہی نہیں جماعت احمدیہ لنڈن کانفرنس کی کامیابی کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ اور اس ہیبت کا مظہر ہے جو اس کانفرنس نے اس کلیسیا کے دلوں پر بٹھائی۔

کانفرنس کے اختتام پر اہل کلیسیا کے تعصب کا ردِ عمل ایک چیلنج کی صورت میں کھل کر باہر آیا یہ چیلنج انگلستان کے چرچ کے ارباب حل و عقد کے اجتماعی غور و فکر کے بعد حضور کو بھجوایا گیا۔ اس کے الفاظ تہذیب کی ملمع کاری کے باوجود اس تلخی کو چھپا نہ سکے جس سے ان کا باطن بھرا ہوا تھا۔ احمدیت کو اگرچہ کھلے بندوں گالیاں تو نہیں دی گئیں لیکن زبان تحقیر آمیز بھی تھی اور تہدید آمیز بھی۔ حسب روایات تدلیس اور دجل سے بھی کام لیا گیا تھا۔ اس چیلنج کے آخر پر جماعت احمدیہ کو کھلے الفاظ میں دعوتِ مقابلہ دی گئی۔ یہ چیلنج کیا تھا جماعت احمدیہ کے حق میں ایک نعمت غیر مترقبہ تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس چیلنج کا جو جواب دیا، اور اسے جس تحدی اور شان سے آگے بڑھ کر قبول فرمایا اس کے نظارے سے کانفرنس کے شرکاء میں ایک عجیب ولولہ اور شوق پیدا ہو گیا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اس چیلنج کا جواب دے رہے تھے۔ تو مجلس پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ جس کا لفظوں میں بیان ممکن نہیں۔ سامعین کے دل جوشِ ایمان سے اس قدر بھر گئے کہ ضبط کی طنابیں ٹوٹ گئیں اور پرجوش نعرہ ہائے تکبیر اور اسلام زندہ باد کے نعروں سے وسیع ہال گونج اٹھا۔ بلکہ دور دور تک باہر کی فضا بھی مرتعش ہو گئی۔ غرضیکہ ایک نہایت ہی ایمان افروز ماحول میں حضور کی قیادت میں کی جانیوالی پُر سوز دعا کے ساتھ کانفرنس ختم ہوئی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

خدا کرے کہ دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی ایسی شاندار مفید بابرکت اور دُور رس نتائج کی حامل کانفرنسیں منعقد ہوتی رہیں۔ آمین۔

تبصرہ

"نافلۂ محمود"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی سیرت و سوانح کے مختلف پہلوؤں سے متعلق جناب عبد الباری قیوم نے ۲۸ صفحات کے اس کتابچہ میں احمدی شعراء کی عقیدت کے پھول ایک خوبصورت گلدستہ کی صورت میں پیش کئے ہیں۔ شعراء احمدیت کے اس منظوم مجموعہ کلام کا انتخاب زیادہ تر سلسلہ احمدیہ کے مطبوعہ لٹریچر سے کیا گیا ہے خلافت سے محبت و عقیدت رکھنے والے احباب کے لئے یہ کتابچہ نہایت مفید ہے۔ امید ہے احباب اس سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔ قیمت ۵/۵۰ روپے فی کاپی

ملنے کا پتہ:۔ قیوم اکیڈمی ۹/۱۸ دار الرحمت وسطی۔ ربوہ

ح - م - احمد

کسر صلیب کانفرنس لنڈن کے دور رس نتائج

(جناب مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ)

"مسیح کی صلیبی موت سے نجات" کے موضوع پر بین الاقوامی نوعیت اور اہمیت کی جو کانفرنس جون ۱۹۷۸ء کے پہلے ہفتہ لنڈن میں منعقد ہوئی۔ ادارہ خالد کا تقاضا ہے کہ اس کانفرنس کا آنکھوں دیکھا حال اور اس کے جو اثرات ظاہر ہوئے ہیں ان کے متعلق ایک مضمون لکھ دوں۔ خاکسار یہاں اختصار کے ساتھ چند باتیں اس عظیم اور دور رس نتائج کی حامل کانفرنس کے متعلق تحریر کرنا چاہتا ہے۔

اول۔ یہ کانفرنس دنیائے عیسائیت کے عظیم مرکز لنڈن (انگلستان) میں منعقد ہوئی۔ جو عیسائیت کا بہت بڑا گڑھ ہے اور جہاں عیسائیت کے متعلق بین الاقوامی اور عالمگیر نوعیت کی بہت بڑی کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں۔ جہاں گلی گلی۔ کوچہ کوچہ اور ہر علاقہ میں عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے کلیسیا اور چرچ ہیں۔ اس عظیم شہرت کے شہر میں عیسائیت کے بنیادی عقیدہ کفارہ پر ضربِ کاری لگانے والی کانفرنس کا انعقاد ہی ایک بڑا اور عظیم واقعہ ہے بلکہ حیرت انگیز اور انقلاب انگیز واقعہ ہے۔

اس صدی کے شروع میں انگلستان میں کسی شخص کا یہ کہنا کہ حضرت مسیح صلیب سے زندہ اتر آئے ہیں۔ اور صلیب کی موت سے بچائے گئے تھے۔ یا اس کے متعلق لکھنا اور شائع کرنا حکومت انگلستان کے نزدیک اس وقت ایک جرم سمجھا جاتا تھا۔ ۱۹۱۶ء کی بات ہے۔ حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب رضی اللہ عنہ نے جو اس زمانہ میں انگلستان میں بطور مبلغ اسلام مقیم تھے ان دنوں اپنی ایک رپورٹ میں لکھا کہ کسی شخص نے ایک کتاب شائع کی ہے اور اس میں یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ صلیب سے زندہ اتار لئے گئے۔ اس تحریر کے شائع کرنے پر حکومت نے اس پر مقدمہ کر دیا۔ اگرچہ عدالت نے یہ مقدمہ آزادیٔ ضمیر کے خلاف قرار دے کر خارج کر دیا۔ ٹائمز آف لنڈن نے انہی دنوں اس خبر کو شائع کیا۔ خدا کی شان ہے اور کس قدر یہ انقلاب انگیز بات ہے کہ جس بات پر حکومت انگلستان نے ۱۹۱۶ء میں مقدمہ کیا اسی بات پر لنڈن عیسائیت کے گڑھ، اور دار الحکومت کے ایک اہم علاقہ کنگسٹن کی مشہور کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ (جس میں کامن ویلتھ اور دیگر اہم امور کے متعلق کانفرنسیں ہوتی ہیں)

کے عظیم اور وسیع وعریض ہال اور ملحقہ جگہوں میں اس بات پر کانفرنس منعقد کی جاتی ہے جس میں دینی مذہبی علماء و بزرگ مختلف علوم کے ماہرین سائنسدان - تاریخ دان - آثار قدیمہ کے ماہرین اور قانون دان، مختلف اقوام اور مختلف مذاہب اور مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے اس کانفرنس میں نہ صرف وہ شریک ہوتے ہیں بلکہ بڑے دھڑلے اور جرأت سے علی وجہ البصیرت اپنی تحقیقات پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب کی موت سے بچائے گئے اور ہرگز ہرگز صلیب پر نہ مرے بلکہ زندہ اتار لئے گئے - اور کانفرنس میں شرکت کرنے والوں کا ایک عظیم اجتماع بڑے وقار - تحمل اور سنجیدگی اور غور و فکر سے ان سب سکالرز کے مقالات سنتا ہے - اور حیران و ششدر رہ جاتا ہے کہ اگر یہ تحقیق درست ہے اور جو حقائق پیش کئے جا رہے ہیں حق و صداقت اور صحیح واقعات کی عکاسی کرتے ہیں تو موجودہ عیسائیت کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے ؟

دوم - کانفرنس کی جس بات نے خاص طور پر مجھے متأثر کیا وہ یہ تھی کہ اگرچہ یہ کانفرنس بیشک ایک تاریخی اور واقعاتی امر کے متعلق تھی - لیکن بنیادی طور پر عیسائیت کے لئے بطور ستون کے یہ بات اہمیت رکھتی ہے - کہ حضرت مسیح صلیب پر مرے اور ان کی موت عیسائیوں کی نجات کا ذریعہ بنی - چنانچہ عیسائیت کے بڑے بڑے علمبردار اور چوٹی کے پادری اور ان کے محققین علی رؤس الاشہاد اس بات کو تسلیم کرتے ہیں اور لکھتے ہیں - کہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے تھے بلکہ زندہ اُتر آئے تھے تو پھر عیسائیت کی بنیاد ہی اُکھڑ جاتی ہے - چنانچہ امریکی پادری ڈاکٹر زویمر نے جو عرصہ دراز تک قاہرہ میں مقیم رہے اور عربی زبان کے فاضل اور عیسائیت کے زبردست منّاد تھے - واضح طور پر یہ لکھا :-

"انسان اللہ تعالےٰ کے نزدیک گناہوں سے کس طرح بری ہو سکتا ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ صرف مسیح کے کفارہ سے یعنی صلیبی موت کے عقیدہ کے ذریعہ سے - کسی اور واسطہ سے ہرگز نہیں اور نہ کسی اور انجیل سے - اگر ہمارا یہ ایمان غلط ثابت ہو جائے تو ہماری ساری مسیحیت ہی باطل ہو جاتی ہے"۔
(السر العجیب فی فخر الصلیب)

اسی طرح آرچ بشپ R.C. Magee. D.D. اپنی کتاب The Atonement میں لکھتے ہیں :-

"مسیح اور اس کے حواریوں کی تعلیم کی رُو سے مسیح نے کفارہ کے طور پر جو قربانی ادا کی وہ گناہ سے نجات کا موجب بنی - یہ وہ امر ہے جسے بلاشبہ مسیحیت کا ایک مرکزی اور

بنیادی عقیدہ کی حیثیت حاصل
ہے اگر یہ عقیدہ سچ پر مبنی ہے۔ تو
مسیحیت کی بقاء کا ضامن ہے اور
اگر جھوٹ پر اس کی بنیاد ہے تو
مسیحیت کے پورے ڈھانچہ کا
زمین پر آ رہنا یقینی ہے۔"

خدا تعالیٰ کی شان دیکھیں۔ آج سے چودہ سو برس
قبل خدا کے محبوب رسول حضرت محمد مصطفےٰ سرور دو عالم
صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود و مہدی معہود
علیہ السلام کے متعلق یہ فرمایا تھا کہ

یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ

کہ اس کا کام صلیبی مذہب کو باطل کرنا ہوگا۔
دنیائے عیسائیت کے چوٹی کے سربراہ اور علمبردار اور منّاد
اس بات کا علی الاعلان اعتراف کر رہے ہیں کہ اگر
یہ بات درست ہو کہ مسیح صلیب پر نہیں مرے تھے
بلکہ زندہ اُتر آئے تھے تو پھر بلا شک وشبہ عیسائیت
زمین پر آ رہتی ہے۔ اور اس کی بنیاد ہی اُکھڑ جاتی
ہے اور موجودہ عیسائیت کا سارا ڈھانچہ ہی تہ و بالا
ہو جاتا ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جنہوں
نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ آپ نے قریباً
پون صدی قبل یہ اعلان فرمایا کہ حضرت مسیح طبعی
موت سے وفات پا چکے ہیں صلیب پر مرنے سے
خدا نے انہیں محفوظ رکھا اور لعنتی موت سے بچا لیا۔
اور صلیب سے زندہ اُتر آئے اور بعد میں مختلف
علاقوں سے ہوتے ہوئے کشمیر میں آئے اور گمشدہ
قبائل بنی اسرائیل میں حق و صداقت کی منادی کرتے
ہوئے فوت ہو گئے اور سری نگر محلہ خانیار کی ایک
قبر میں مدفون ہیں۔

اس دعویٰ کی صداقت اب ہر طرف سے
نمایاں ہو رہی ہے۔ ایسے ایسے انکشافات ہو
رہے ہیں جو اس حقیقت کی تائید اور مزید شہادت
کا کام دے رہے ہیں۔ چنانچہ لنڈن میں منعقدہ
کانفرنس میں مسلم اور غیر مسلم عیسائی اور غیر عیسائی
محققین نے تحقیقاتی مقالے پیش کر کے اس بات
کو ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح صلیب سے زندہ اُتر
آئے تھے۔ اور صلیبی موت سے بچائے گئے تھے
اور یہ بات اب ثابت شدہ حقیقت ہے کہ وہ
سری نگر کے محلہ خانیار میں فوت ہو کر مدفون ہوئے
یورپین مقالہ نگاروں اور بعض دوسرے مقرروں
کا عیسائیت کے مرکز میں اس بات کا دلائل و شواہد
کے ساتھ اعلان کرنا اور ہزارہا سامعین کا سننا
اور اخبارات سے ان کے متعلق علم حاصل کر لینا کوئی
معمولی بات نہیں بہت بڑی بات ہے۔

اس کانفرنس کا آخری مقالہ جو جماعت احمدیہ
کے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ
تعالیٰ بنصرہ نے پڑھا۔ عام فہم، دلائل و حقائق
سے مرصّع اور تصرفات الٰہیہ کا شاہکار تھا جس
سے صاف طور پر عیاں ہو رہا تھا کہ ایسے ہی تصرفات
الٰہیہ کے نتیجہ میں حضرت مسیح کو خدا تعالیٰ نے صلیبی موت

سے نجات دے کر صلیب سے زندہ اتار لیا - اور دشمنوں اور یہود کے تمام منصوبوں کو خدا تعالیٰ نے ناکام بنا دیا۔

ان سب محققانہ مقالوں کا مقصود یہ تھا کہ حضرت مسیحؑ کے صلیب سے زندہ اُتر آنے اور سری نگر محلہ خانیار میں ان کی قبر موجود ہونے اور اس میں مدفون ہونے کی ابتدائی نشاندہی خدا کے برگزیدہ مامور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے کی۔ کیونکہ آپ مسیح موعودؑ تھے۔ آپ کا کام صلیبی مذہب کا لطلان تھا اور اس مذہب کی بنیاد پر جب تک دلائل قاطعہ کا وار نہ کیا جاتا۔ اور اس کی جڑھ پر جب تک تاریخی حقائق کا تبر نہ رکھا جاتا۔ عیسائیت کی عمارت تہ و بالا نہ ہو سکتی تھی الحمدللہ دلائل کی یلغار سے یہ مقصد خوب پورا ہوا۔

تیسری بات جو کہ ایک حقیقت ہے کہ اس کانفرنس کے نتیجہ میں انگلستان کے عیسائیوں اور ان کے چرچز اور اداروں نے بڑی شدت سے یہ محسوس کیا کہ عیسائیت کی بنیاد کو اکھیڑ دینے کے لئے یہ کانفرنس ایک زبردست حربہ تھا۔ چنانچہ کانفرنس کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے اور عیسائیوں کے مورال Morale کو بلند کرنے کے لئے خاکسار نے دیکھا کہ کانفرنس کے معاً بعد انگلستان کے مختلف شہروں میں جلنگھم، چیتھم اور لندن کے مختلف حلقوں کے چرچز کے باہر بڑے بڑے پوسٹر سرخ اور نیلے رنگ کے چسپاں کئے گئے جن پر جلی حروف میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے

we still believe that
christ is alive.
we still believe that
christ did die on the cross.
we still believe that
christ is coming again.
we still believe that
christ was crucified.

یعنی ہم اب بھی یقین رکھتے ہیں کہ یسوع مسیح زندہ ہے اور مرا نہیں اور دوبارہ آئیگا۔ وہ کفارہ ہوا تھا۔

یہاں لفظ still قابلِ غور ہے۔ اور اس کانفرنس کے نتیجہ میں قلبی طور پر عیسائیوں کو اپنی کمزوریوں کا شدید احساس پیدا ہوا۔ اور دیکھا کہ اس زبردست تحقیقات کی رو سے جسے کانفرنس میں جماعت احمدیہ کے زیر انتظام محققین نے پیش کیا ہے موجودہ عیسائیت کا تو کچھ رہتا ہی نہیں اور ایسا نہ ہو کہ عیسائی جو عیسائیت سے پہلے عملاً منحرف ہیں۔ علی الاعلان اور عقیدۃً بھی منحرف ہو جائیں سارے ملک میں بڑے بڑے پوسٹر مندرجہ بالا فقروں میں شائع کر کے کلیساؤں اور چرچز کے دروازوں اور دیواروں پر چسپاں کر دیئے گئے۔

پھر چرچ کے ذمہ دار افراد نے اس کانفرنس کے نتائج کے خطرہ کے پیش نظر مناظرہ کا چیلنج دیا۔ کہ اس طریق سے شاید وہ عیسائیت کے نام نہاد عقیدہ کو

برقرار رکھنے میں امداد کر سکیں - لیکن جب حضرت
امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس چیلنج
کو قبول فرما لیا اور فرمایا کہ اس قسم کا مناظرہ صرف
انگلستان میں ہی نہیں بلکہ امریکہ، افریقہ اور
دنیا کے مشہور مراکز میں بھی ہونا چاہیئے تا دنیا
پر یہ حقیقت آشکارا ہو جائے کہ خدا کے محبوب
رسولؐ کے روحانی فرزند نے عیسائیت کے ابطال
کے لئے جو زبردست حربہ دنیا کے سامنے پیش کیا
ہے وہ دراصل آخری حربہ ہے اور اسی حربہ سے
ہی عیسائیت کا ابطال مقدر تھا - لیکن باوجود
اس کے کہ مناظرہ کی دعوت قبول کر لی گئی - اس
کے بعد مسیحی اداروں نے خاموشی اختیار کر لی -
اور یاد دہانی کرائی گئی تو یہ کہہ دیا کہ دعوت دینے
والوں کو اسلام سے ابھی پوری واقفیت نہیں
کانفرنس کی عظیم کامیابی اور اس کے اثرات کی
گہرائی کا یہ کتنا عظیم ثبوت ہے - اور یہ حقیقت ہے
کہ محققین کا ایک عظیم طبقہ اب اس کو اپنی تحقیقات
کے بعد تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ حضرت
مسیح صلیب پر نہیں مرے تھے - چنانچہ اس
کا عملی ثبوت پروفیسر فدا محمد حسنین ماہر آثار
قدیمہ کشمیر اور ہسپانوی مستشرق مسٹر اینڈرلوز
فیبر قیصر اور ڈاکٹر لیڈسلاو فلپ ایم - ڈی او
انگلستان کے محقق مسٹر آر - سی - وی - بکال فیلڈ
کے محققانہ مقالے اور کتابچے ہیں جن میں واضح
طور پر مسیح محمدی اور قرآنی بیانات کی صداقت
کا اعتراف کرتے ہوئے واضح الفاظ میں یہ اعلان
کیا گیا ہے کہ

Jesus did not
die on the cross.

اور یہ کہ وہ واقعہ صلیب کے بعد مختلف علاقوں
سے ہوتے ہوئے بالآخر کشمیر جا پہنچے اور وہاں ہی
آسمانی بادشاہت اور اقوام عالم کے موعود رسول
کی بشارت دیتے ہوئے طبعی وفات پا کر اپنے مولیٰ
حقیقی کے پاس حاضر ہو گئے:

وقفِ جدید اور خدام الاحمدیہ

وقفِ جدید حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جاری فرمودہ مبارک
تحریک ہے اس کا ایک دفتر اطفال بھی ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح
الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اطفال الاحمدیہ سے
چندہ وقفِ جدید وصول کرنے کی ذمہ داری مجلس خدام الاحمدیہ پر
ڈالی ہے گذشتہ سال اطفال الاحمدیہ نے ایک لاکھ چونسٹھ ہزار
روپے چندہ وقفِ جدید میں دیئے تھے - جزاہم اللہ احسن الجزاء -
سالِ رواں میں بھی مجلس شوریٰ کی سفارش پر سیدنا
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اطفال کا بجٹ ایک لاکھ
روپیہ منظور فرمایا ہے لہذا تمام مجالس خدام الاحمدیہ کے
قائدین کرام سے درخواست ہے کہ کوشش کریں کہ ۳۱ دسمبر
سے قبل یہ چندہ سو فیصد وصول ہو کر داخل خزانہ صدر انجمن
احمدیہ ہو جائے - جزاکم اللہ احسن الجزاء -

(مرزا طاہر احمد ناظم مال وقفِ جدید - ربوہ)

مطالعۂ عیسائیت

انجیل کے اوراقِ پارینہ

صلیب کے بعد حضرت مسیح زندہ تھے

(از جناب شیخ عبدالقادر محقق عیسائیت لاہور)

آج سے چودہ سو سال پیشتر قرآن حکیم نے بتایا کہ یہود و نصاریٰ کو جو کتاب دی گئی اس کے بعض حصے دنیا کے سامنے نہیں آئے ان پر اخفاء کا پردہ ڈال دیا گیا۔ (مائدہ-۱۶- انعام ۹۲) نصاریٰ کے متعلق ہے۔ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ کہ انہیں جو نصیحت کی گئی تھی اس کا ایک حصہ انہوں نے بھلا دیا۔ اسی تسلسل میں فرمایا۔

اے اہل کتاب! ہمارا رسول تمہارے پاس آچکا ہے اور جو کچھ تم کتاب میں سے چھپاتے رہے وہ اس میں سے بڑا حصہ تم سے بیان کرتا ہے۔

(مائدہ - ۱۶)

یہود خود مانتے ہیں کہ دورِ جلاوطنی میں تورات ضائع ہوگئی۔ حضرت عزرا نبی نے کم و بیش سو سال کے بعد تورات کو دوبارہ جمع کیا۔ آپ نے صحف کے دو حصے کر دیئے ایک عوام کے لئے، ایک خواص کے لئے چوبیس صحیفے ظاہر اور ستر اسفارِ مخفیہ قرار پائے۔ تفصیل صحیفہ عزرا چہارم میں لکھی ہوئی موجود ہے۔ مثلاً تورات میں حیات بعد الموت کا کوئی ذکر نہیں لیکن طالمود اور دوسرے نوشتوں میں ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ موجودہ تورات مکمل کتاب نہیں ہے۔ بلکہ جیسا قرآن حکیم نے بتایا کہ اہل کتاب کے پاس کتب سماوی تمام و کمال نہیں ہیں بلکہ نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ ہے یعنی کتاب کا ایک حصہ ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقی انجیل کہاں گئی؟ موجودہ انجیل صرف دو تین سال کی تعلیم پر مشتمل ہے۔ اسّی سال پر پھیلی ہوئی وحی کہاں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نصاریٰ نے انجیل کا کچھ حصہ بھلا دیا اور کچھ حصہ چھپا لیا۔ عصر حاضر کے انکشافات اثریہ نے اس راز سے پردہ اٹھایا ہے۔ کچھ روشنی ہوتی ہے آیئے اس میں راستہ ٹٹولتے ہیں۔

(۱)

قرنِ اوّل کے یہودی صلحاء کے نوشتے وادئی قمران کے غاروں سے ملے ہیں۔ ان میں ایک فرستادہ حق یا صادق استاد کا ذکر ہے جو یروشلم کی طرف مبعوث ہوا۔ شریر کاہنوں نے اسے موت کے غار میں دھکیل دیا۔ اللہ تعالےٰ نے اسے خارق عادت طور پر بچا لیا۔ اس صادق استاد کی ۲۷ عبرانی نظمیں ملی ہیں جن میں تحمید و تمجید، توحید و تفرید، تزکیۂ نفوس، رأفت، روحانیت، معرفت و عرفان کے اچھوتے مضامین ہیں۔ موت سے بچائے جانے کا ذکر ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ صادق استاد سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام ہیں اور یہ نظمیں انجیل قمران کا حصہ ہیں۔ اندریں صورت یہ وہ نوشتے ہیں جنہیں نصاریٰ کلیۃً بھول چکے ہیں۔

(۲)

قرنِ اوّل میں ایڈیسہ و نصیبین کے خطۂ ارض میں جو شام کے شمال مشرق میں ہے یعنی فرات کے اس پار، یہودی قبائل آباد تھے۔ جو حکمران ابگر کے تحت تھے۔ ابگر نے حضرت مسیح کو اپنی چھوٹی سی ریاست میں آنے کی دعوت دی تھی۔ صلیب کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام اس خطۂ ارض میں تشریف لے گئے۔ نتیجۃً یہ علاقہ "عیسائیت کا نخلستان" بن گیا۔ ایڈیسہ

کے عیسائیوں کے پاس ۴۲ سُریانی نظموں کا ایک مجموعہ تھا۔ جو کہ اسالیبِ مضمون اور طرزِ خطاب کے لحاظ سے وادیٔ قمران سے ملنے والی عبرانی نظموں کے مشابہ ہے۔ قمران کے غاروں میں جو آواز بلند ہوئی اس کی صدائے بازگشت فرات کے پار اسباطِ بنی اسرائیل میں سُنی گئی۔ ان نظموں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں بعض جگہ حضرت مسیح علیہ السلام خود دنیا سے مخاطب ہیں۔ عبرانی نظمیں صلیب کے بعد حضرت مسیحؑ کی زندگی کے دورِ اوّل کی ہیں۔ اور سُریانی دورِ ثانی کی۔ ان میں ذکر ہے کہ مَیں اسفل السافلین سے بچایا گیا۔ لوگوں نے مجھے مردہ سمجھا در اصل میں زندہ تھا۔ میرے دشمن مجھے مارنے میں کامیاب نہیں ہوئے ان نظموں میں یہ بھی ذکر ہے کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ ایک اونچے پہاڑ پر پناہ گزیں ہو گئے ایک بلند چوٹی سے انہوں نے مشرق و مغرب کے متبعین کو آواز دی کہ میرے ارد گرد جمع ہو جاؤ۔ حضرت مریمؑ نے بھی خطاب کیا۔ پھر ایک جنتِ ارضی کا ذکر کیا ہے جس میں حضرت مسیحؑ اور ان کے ماننے والے بسائے گئے۔ ان نظموں کو چرچ نے کچھ ایسا مخفی کیا کہ پندرہ سو سال تک غائب رہنے کے بعد ان کا ایک نسخہ ۱۹۰۹ء میں دستیاب ہوا۔ تاریخ کلیسا میں ان نظموں کا ذکر موجود ہے لیکن نوشتہ ناپید گویا نظمیں معلوم نہیں نسخہ معدوم۔ یہ نظمیں اور ان کے مضامین حضرت مسیحؑ کی انجیل کی گمشدہ متاع ہیں جسے چرچ نے غائب کر دیا۔ فی الجملہ نصاریٰ نے انجیل قمران کو بھلا دیا اور انجیل فرات کو چھپا لیا۔

(۳)

قرنِ اوّل میں اڈیسہ کی سُریانی کلیسیا نے حضرت مسیح علیہ السلام کے کلمات اور اقوال بھی مرتب کئے۔ ان کے راوی توما حواری ہیں اس لئے اسے "انجیل توما" کا نام دیا گیا۔ یہ انجیل

۱۴۱ اقوال پر مشتمل ہے۔ بیشتر واقعۂ صلیب کے بعد کے ہیں۔ شروع میں ہے کہ "یہ زندہ مسیح کی فرمودہ باتیں ہیں" جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صلیب کے بعد حضرت مسیح زندہ تھے۔

قول نمبر ۱۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت مسیح نے حواریوں کو چھوڑ کر کہیں دور چلے جانے کا پروگرام بنایا تو شاگردوں نے پوچھا۔ آپ ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں ہم پر امیر کون ہو گا؟ حضرت مسیحؑ نے فرمایا کہ یعقوب نہ صرف الصادق ہے بلکہ شانِ لولاک رکھنے والا مردِ مومن ہے۔ تم جہاں کہیں بھی ہو اس کی طرف رجوع کرنا۔ ان اقوال کا قبطی ترجمہ مصر کے آثار سے ملا ہے چوتھی صدی میں کیتھولک چرچ نے جب دوسرے عیسائیوں کے صحیفے جلانا شروع کئے تو باطنی فرقہ نے اپنی لائبریری قبرستانوں میں دفن کر دی۔ ایک مدفون خزینہ میں یہ صحیفہ بھی پایا گیا۔ یہ صحیفہ بجا طور پر کلماتِ مسیح پر مشتمل ہے اور انجیل کا ایک حصہ۔

(۴)

تیسری صدی میں اڈیسہ میں ایک سریانی عالم ٹیشین Tatian نامی ہوا ہے اس کے علم و فضل نے خطۂ فرات کی مٹھاس میں اضافہ کر دیا۔ اس نے سریانی زبان اور حروف میں ایک انجیل مرتب کی۔ نیز اناجیل اربعہ، انجیل عبرانیہ اور دیگر نوشتوں سے ثقہ باتوں کو چن لیا۔ اور انہیں ایک ترتیب اور تسلسل میں رکھ کر ایک لڑی میں پرو دیا۔ اور غیر مستند حصہ کو ترک کر دیا۔ یہ انجیل اتنی مقبول ہوئی کہ فرات کی ساری کلیسیاؤں میں ان کے معابد میں اسی انجیل کے نسخے تھے۔ جب فرات کے پار کیتھولک چرچ غالب آگیا تو اس انجیل کے نسخے کلیسیاؤں سے اکٹھے کرکے نذرِ آتش کر دیئے گئے آج اس سریانی انجیل کے سارے نسخے معدوم ہو گئے ہیں۔ ایک بھی نسخہ

موجود نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ اس انجیل میں کیتھولک عقیدہ کے خلاف باتیں درج تھیں۔ مثلاً انجیل متی و لوقا کے نسب نامے قبول نہیں کئے گئے۔ مریم کے متعلق ہے کہ آل داؤد نہیں بلکہ ہارون کی اولاد یعنی آل عمران میں سے تھیں۔ اناجیل اربعہ میں صلیبی واقعہ کے بعد حضرت مسیح و مریم کی ملاقات کا کوئی ذکر نہیں اس میں اس ملاقات کی پرچھائیں موجود تھیں۔ اسی طرح بہت سے فرق ہیں۔ جو کہ منظر عام پر نہیں آئے۔ اس انجیل کا نسخہ ویٹی کان میں موجود ہونا چاہیئے۔ لیکن پردۂ اخفا سے نکالے کون؟

۵

دوسری صدی میں سکندریہ یہودیوں کا سب سے بڑا مسکن تھا۔ مذاہب عالم کی یہ منڈی تھی ہندی قافلے بھی یہاں آیا کرتے تھے ہندوستان سے بحری تجارت تھی۔ بدھ اور برہمن سکندریہ میں آتے اور سکندریہ کے مدرسہ الٰہیات میں برہمن اور ساریپتی (بدھ) فلسفہ پر باتیں ہوئیں۔

دوسری صدی میں مدرسہ الٰہیات کا سب سے بڑا عالم پن ٹے نس PANTINUS عیسائی ہو چکا تھا۔ وہ ہندوستان کے سفر پر روانہ ہو گیا مقصد یہ تھا ہندوستان کے شمال مغرب میں

بدھ اور برہمنوں کے درمیان عبرانی نسل کے جو عیسائی آباد ہیں ان سے ملا جائے۔ غالباً بدھ علماء نے بتایا ہوگا کہ حقیقی عیسائی اور عبرانی انجیل تو ہند میں ہے آکر دیکھ لو۔ پن ٹےنس خود بھی عبرانی نسل سے تھا اس کے دل میں اشتیاق پیدا ہوا وہ سفر دور دراز پر تیار ہوگیا منزلیں مارتا ہوا ہندوستان پہنچا یہاں آکر وہ حیران رہ گیا کہ نہ صرف عبرانی نسل کے نصاریٰ یہاں موجود ہیں بلکہ عبرانی زبان اور حروف میں انجیل بھی ان کے پاس ہے۔ اپنے بھائیوں کو مل کر بہت مسرور ہوا۔ واپسی پر وہ انجیلِ ہند کا ایک نسخہ اسکندریہ میں لے آیا۔ اس انجیل کو چرچ نے اس خوبصورتی سے غائب کیا کہ آجتک اس کا کوئی نسخہ نہیں ملا۔ یہی نہیں پن ٹےنس کا پیدا کردہ سارا لٹریچر غائب ہوگیا۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

تیسری صدی میں بشپ یوسی بیوس نے تاریخ کلیسیا مرتب کرنا شروع کی۔ اس نے ایک غلط بات لکھکر اخفاء کا ایک پردہ اور ڈال دیا۔ پن ٹےنس کو ہندوستان میں عبرانی انجیل ملی تھی۔ اس بات کا تو وہ ذکر کرتا ہے۔ انجیل مشرق میں کیسے چلی گئی جبکہ بشپ کے نزدیک انجیل کا سرچشمہ مغرب میں تھا۔ اس کی ایک خود ساختہ توجیہہ پیش کی گئی۔ فرماتے ہیں۔ حضرت مسیحؑ کا ایک حواری برتلمائی جب ہندوستان میں گیا تو متی کی انجیل کا ایک عبرانی نسخہ وہاں چھوڑ آیا۔ وہی پن ٹےنس لے آیا۔ ورنہ کہاں بلادِ ہند اور کہاں عبرانی انجیل؟ لیکن آج یہ امر مسلّم ہے کہ برتلمائی سرے سے ہندوستان گیا ہی نہیں۔ ٹامن بی نے ایک عظیم کتاب The crucible of christianity کے نام سے مرتب کی ہے اس میں زوائد سے قطع نظر صرف اتنی روایت کو ثقہ قرار دیا گیا کہ دوسری صدی کے وسط میں پن ٹےنس ہندوستان میں آیا۔ تو اسے نصاریٰ ہند کے پاس عبرانی انجیل دستیاب ہوئی۔

(صفحہ ۲۷۷)

یہ عبرانی انجیل آج تک مخفی ہے۔ اس طرح قرآن حکیم کا دعویٰ کہ نصاریٰ نے کتاب کا کچھ حصّہ بھلا دیا۔ اور کچھ کتاب کا حصّہ چھپا لیا۔ ایک حقیقتِ ثابتہ ہے ایک ناقابلِ انکار صداقت۔

⑥

حضرت مسیحؑ کے سفرِ زندگی کی آخری منزل کشمیر تھی۔ قدیم ہندوستان کے بدھوں نے ایک صحیفہ مرتب کیا تھا۔ اس کا نام یوداسف یا یوز آسف ہے۔ اس صحیفہ میں حضرت مسیحؑ کی تعلیمات اور تماثیل درج ہیں۔ لیکن ان کو منسوب ایک بدھ راہب کی طرف کردیا گیا۔ صحیفہ کے آخر میں اہل ہند کی ایک بالکل مختلف روایت کا ذکر ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ یوز آسف دراصل اگلے وقتوں کا ایک پیغمبر تھا۔ سفر دور دراز کے بعد

وہ کشمیر میں وارد ہوا۔ یہاں اسکی وفات ہوگئی۔ اور مدفون ہوا۔ یہ پیغمبر منتشرات کو جمع کرنے کے لئے آیا تھا۔ صحیفہ بوداسف میں اس پیغمبر کی تعلیمات، کشوف اور تماثیل ایک بدھ مصلح کی طرف منسوب ہیں ان کو اگر الگ کر لیا جائے تو وہ حضرت مسیحؑ کی انجیل بن سکتی ہے۔

گویا چمن میں ہر طرف انجیل کی پنکھڑیاں بکھری ہوئی ہیں۔ ان کو جمع کیجئے۔ انجیل کا گلدستہ بن جائے گا۔

انٹرویو

امریکہ کی ایک دہریہ شخصیت کا تعارف

اور

اُس کی عیسائیت کے متعلق رائے

انٹرویو:- مڈالن مرے اوہیئر   **توجمہ:-** جناب بشارت احمد بشیر ایم - اے

مڈالن مرے اوہیئر (Madalyn Murray O'Hair) امریکہ کی ایک ممتاز خاتون ہیں جنہوں نے ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سکولوں میں بائیبل کی تعلیم دینے کے خلاف آواز اٹھا کر امریکی عوام میں بے پناہ مقبولیت حاصل کی ہے۔ انہوں نے قانون اور فلسفہ کے مضامین میں Doctorate کیا ہے آپ ۵ کتب کی مصنفہ بھی ہیں۔ ان کا ایک دلچسپ انٹرویو روزنامہ دی مینیچی (The Mainchi) ٹوکیو کے شمارہ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۶۹ء میں شائع ہؤا ہے جس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ عیسائیت کے متعلق نئی دنیا کے کیا رجحانات ہیں؟ اور اس کے بودے عقائد سے بیزار ہو کر لوگ اسے کس طرح الوداع کہہ رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ مضمون ہمارے لئے بھی لمحۂ فکر ہے کہ ہمیں حقیقی اسلام کو دنیا کے سامنے علمی و عملی رنگ میں پیش کرنے کے لئے مزید کیا کوشش کرنی چاہیئے۔

امید ہے ان سطور کے ساتھ اس بلا تبصرہ انٹرویو کا مطالعہ مفید اور باعث دلچسپی ہوگا۔ (ادارہ)

صحافی کا سوال:- عرصہ بیس سال سے میں ریاستہائے متحدہ امریکہ میں رہائش پذیر نہیں ہوں اسلئے مجھے آپ کی زندگی کے بغور مطالعہ کا بہت کم موقعہ ملا ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ مَیں نے آپ کا ذکر پہلی بار ۱۹۶۰ء کے قریب سُنا تھا۔

جواب:- جی ہاں! جون ۱۹۶۳ء میں ہم نے پبلک مدارس میں بچوں کو بائیبل کی تعلیم دینے کے خلاف احتجاج کیا تھا جو کامیاب رہا۔ ۱۹۵۹ء سے ہم اس بارہ میں برسرپیکار تھے۔

سوال:- اس مسئلہ کا خاص محرّک کیا ہؤا؟

جواب :- میں ایک مدت سے اس قسم کے مسائل کے بارہ میں سرگرم عمل رہی ہوں۔ مثال کے طور پر میں ویت نام میں جنگ کے سخت خلاف تھی۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ میں کتنے عرصہ سے مصروف عمل ہوں میں نے ۱۹۳۳ء سے تنظیم نسواں "اور انکی یونین کو منظم کرنا شروع کیا۔ میرا بچہ جواب اپنی عمر کی ۳۱ ویں بہار میں ہے اس وقت اس کی عمر دس گیارہ سال ہو گی وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اسکول میں اس کے لئے بائیبل کا مطالعہ اور دیگر دعاؤں کا پڑھنا لازمی ہے میں مذہب اور خدا کی ہستی کی قائل نہیں ہوں۔ اس لئے میں سیدھی بورڈ آف ایجوکیشن میں گئی اور اسکول میں بائیبل کے پڑھانے کے خلاف سخت احتجاج کیا۔ چھ ماہ کے بعد بورڈ آف ایجوکیشن نے فیصلہ دیا کہ آپ کا بیٹا بائیبل کی تعلیم سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے لیکن وہ بائیبل کے مطالعہ کے دوران دوسرے طلباء کے ہمراہ صف میں باادب کھڑا ہوگا اور ساتھ ساتھ اپنے ہونٹوں کو بھی حرکت دیتا رہے گا جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ دعائیں دہرا رہا ہے گو وہ بظاہر دعا نہ بھی کر رہا ہو۔ اس مرحلہ پر میں نے معاملہ کو عدالت میں لے جانے کی ٹھان لی۔ میں خود وکیل ہوں۔ چنانچہ اس معاملہ کو ایک قانونی حیثیت دے کر میں نے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ اور کئی سالوں تک اس سے نبرد آزما رہی۔

سوال: - کیا آپ کی اس تحریک کا موجب سیاست تھی یا فلسفہ یا پھر دونوں ؟

جواب: - اس کے متعدد محرکات ہیں - اگر میں ان کی ایک فہرست مرتب کروں تو میں سب سے پہلے اپنے آپ کو ایک عورت کی حیثیت میں پیش کروں گی - دوسری بات یہ ہے کہ میں خدا کی منکر ہوں - آپ باور کریں یا نہ کریں جس چیز نے مجھے بائیبل کی تعلیم کے خلاف اکسایا - وہ میرے اپنے بچے کی دلی کیفیت کا اظہار ہے جب اس نے مجھے کہا کہ "امی یا تو آپ دہریہ ہیں یا پھر دہریت کے متعلق آپ کی باتیں اور دعوے محض یاوہ گوئی ہیں - اندریں صورت آپ ایک منافق کا کردار ادا کر رہی ہیں - اگر آپ اپنے عقیدہ پر راسخ ہیں تو آپ کے عقیدہ پر جو زد پڑتی ہے اس کے خلاف احتجاج کیوں نہیں کرتیں - میں ہر چیز برداشت کر سکتی ہوں لیکن میں یہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتی کہ مجھے اپنا بیٹا منافق کا خطاب دے میں نے مصمم ارادہ کر لیا اور ہر چہ بادا باد کہکر اس مسئلہ کو حل کرانے کا بیڑا اٹھایا - اس وقت سے مجھے اپنے بچے کے خیالات کے تجزیہ سے زیادہ تعلق رہا ہے بہ نسبت اسی مسئلہ کے فلسفیانہ یا سیاسی پہلو سے -

سوال: - خوب! آپ کو اپنی اس جدوجہد میں کامیابی نصیب ہوئی - اور آپ کے اس احتجاج کے باعث ایک قانون عمل میں آچکا ہے - آپ کے نزدیک امریکی سکولوں میں کس حد تک اس پر عمل ہو رہا ہے ؟

جواب: - ننانوے فیصد - بعض سکول کے اساتذہ اور پرنسپل انفرادی طور پر اس قانون کو چیلنج کرتے ہیں جب کبھی اس بارہ میں کوئی اطلاع موصول ہوتی ہے تو ہم حرکت میں آجاتے ہیں - اور ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے جو ہم سے بن پڑتا ہے کرتے ہیں -

سوال: - کیا آپ ہمیشہ سے خدا کی ہستی کی منکر رہی ہیں ؟

جواب: - میں پریسبٹیرین گھر میں پیدا ہوئی - اور میری پرورش لوتھر کے معتقدات میں ہوئی - کیونکہ میری والدہ لوتھر کی تعلیمات کی پیرو تھی - وہ چرچ میں گیارہ بارہ سال کی عمر تک جاتی رہی - ایک اتوار کو جبکہ میں ساتویں جماعت میں تھی بائیبل کا مطالعہ کرنا شروع کیا تو میں نے اسے خلافِ عقل اور خلافِ فطرت پایا - کسی کو یقین نہیں آئے گا کہ یہ امر واقعی حقیقت ہے - میں نے اسی وقت سے ہی اس کے مطالعہ سے لاپرواہی برتنی شروع کر دی - پھر میں نے کالج میں داخلہ لیا وہاں سے مذہب اور فلسفے میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی - یہ سب امور میری آئندہ کی زندگی پر اثر انداز ہوتے رہے تھے - فرد کی آزادی کو میں اپنی اہم قانونی ذمہ داری سمجھتی ہوں - اور میرا یہ عقیدہ ہے کہ جہاں ناانصافی دیکھو اس کے خلاف حرکت میں آجاؤ اور جدوجہد کرو -

سوال:۔ بعض لوگوں کا دہریت کے خلاف شدید ردِّ عمل ہے۔ جو جنون کی حد تک پہنچا ہوا ہوتا ہے جبکہ آپ پکّی دہریہ ہیں کیا آپ کہہ سکتی ہیں کہ یہ مخالفانہ رجحانات اب بالکل بدل چکے ہیں؟

جواب:۔ میں نے تو انہیں بدل کر رکھ دیا ہے۔ مَیں ہی ایک واحد شخصیت ہوں جس نے اس بارہ میں تگ و دو کی ہے۔ میں ایک سال کی مدّت میں ۱۵۰ سے دو سو تک۔ اور بسا اوقات تین صد مرتبہ ٹی وی پر آتی ہوں صحافیوں کو انٹرویو دیتی ہوں یونیورسٹی اور کالج میں لیکچر دیتی ہوں جہاں کہیں جاتی ہوں ان دو باتوں کی تکمیل میں کوشاں رہتی ہوں (اوّل) امریکی عوام پر واضح کروں کہ دہریت کیا ہے؟ (دوم) جو خدا کی ہستی کے قائل نہیں ان کے شہری حقوق کے تحفظ کے لئے جدو جہد جاری رکھوں۔ مَیں آپ کے قارئین کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ "عیسائیت ایک بے سرو پا اور نامعقول مذہب ہے جس کی بنیاد ایسے عقائد پر ہے جو سراسر خلافِ فطرت اور بیہودہ ہیں۔ یہ نظریہ کہ نیکی یا برائی کسی اور شخص کی طرف منسوب کی جائے۔ یا آدم اور حوّا نے کسی وقت گناہ کا ارتکاب کیا اور وہ گناہ میری طرف منتقل ہوا اور اس کے نتیجہ میں "موت معرضِ وجود میں آئی"۔ اور یہ کہنا کہ یسوع مسیح کی نیکیاں میری طرف منسوب ہو کر مجھے گناہوں سے مخلصی بخش سکتی ہیں جس طرح موسیٰ (علیہ السلام) نے اسرائیلیوں کے گناہ قربانی کے بکرے کی طرف منتقل کر دیئے تھے۔ یہ سب باتیں نامعقول اور فطرتِ انسانی کے خلاف ہیں۔ میرے نزدیک ہمارے کلچر میں ان غیر فطری اور خلافِ عقل باتوں کی ترویج کا موجب دینِ مسیح ہے۔ اگر ہم ان باتوں سے مخلصی حاصل کر لیں تو عقل و تمیز کو دنیا میں از سرِ نو بحال کر سکتے ہیں۔

دوسری بات جو مَیں کہنا چاہتی ہوں وہ مذہب کے بھاری اخراجات ہیں جو ہم کبھی بالواسطہ اور کبھی بلا واسطہ مالی امداد اور ٹیکس سے استثناء کی صورتوں میں ادا کرتے ہیں۔

سوال:۔ آپ کے نزدیک امریکہ مذہب پر جو خرچ کرتا ہے اس کا کیا اندازہ ہوگا؟

جواب:۔ جتنا وائٹ ہاؤس پر خرچ ہوتا ہے اتنا ہی مذہب پر خرچ ہوتا ہے۔ کم از کم پچاس ارب ڈالر سالانہ کا خرچ ہے۔ یہ خطرناک بوجھ ہے جو ہم سے نامعقول فیصلے کرواتا ہے۔ جیسا کہ ویت نام کی جنگ کے بارہ میں فیصلہ ہوا۔ مَیں پورے وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ یہ جنگ ساٹھ فیصد مذہبی جنگ تھی۔

سوال:۔ ایسا کیوں ہوا؟

جواب:۔ جنگ ویت نام میں ہماری شرکت کا اصل مقصد "بے دین اشتراکیت کا سدِّ باب کرنا اور

کیتھولک تنظیم کو بچانا تھا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم کھلم کھلا مذہب کی سیاست میں دخل اندازی کا اعتراف کریں۔ مَیں نے ایم۔ اے تاریخ میں کیا ہے اور ایک لفظ تک نہیں پڑھا کہ عیسائیت کا بھی ریاستہائے متحدہ امریکہ پر کوئی اثر ہے مَیں نے یہ کبھی بھی نہیں پڑھا بلکہ ہم یہ اظہار کرتے ہیں کہ یہاں مذہب کو دخل اندازی نہیں ہے۔

سوال:۔ سیاست کو ایک طرف رکھیئے۔ پھر بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسانی تاریخ میں مذہب کی ضرورت کسی نہ کسی شکل میں محسوس ہوتی رہی ہے۔

جواب:۔ مَیں ہرگز اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ مَیں خود تاریخ دان ہوں اور سمجھتی ہوں کہ یہ صریحًا جھوٹ ہے۔ مذہب کھلم کھلا تلوار کے ذریعہ قائم ہوا اور پھر اپنی بقا کے لئے بھی تلوار کا ہی مرہونِ منت رہا ہے۔ مزید برآں تمام مذاہب اسوقت صفحۂ ہستی سے مٹ گئے جب حکومتِ وقت نے اُن کی پشت پناہی سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا یا جب وہ حکومت کے لئے خطرہ یا اذیت کا موجب بنے۔ مذہب کی کامیابی کا دوسرا سبب بچوں کی نئی نسل کے دلوں اور دماغوں پر قابض ہوجانا ہے۔

سوال:۔ آپ کی مراد اس سے رومن کیتھولک کا وہ مقولہ ہے کہ "چھ سال کی عمر کا بچہ ہمارے حوالے کرو اور پھر دیکھو وہ ہمیشہ رومن کیتھولک ہی رہے گا"؟

جواب:۔ جی ہاں۔

سوال:۔ کیا آپ اپنے نظریات کا پرچار نہیں کرتی ہیں۔ آپ کے نزدیک وہ کونسا مثالی طریق ہے جس کے ذریعہ بچّے کے قویٰ کی صحیح نشوونما ہو سکتی ہے۔

جواب:۔ ایک تو وہ چیز ہے جسے ہم "تعلیم" کہتے ہیں۔ دوسرے جسے ہم "لائحہ عمل" کہتے ہیں۔ مجھ سے شرط لگا لیں کہ جب تم نے پہلی بار دعا کی ہوگی تو تمہاری ماں نے تمہیں پیار کیا ہوگا۔ چُوما ہوگا۔ اور کہا ہوگا کہ تم کیسے اچھے بچے ہو۔ لیکن جب تم نے پہاڑے سیکھنے شروع کئے تو اس نے کہا ہوگا کہ او بیوقوف دو دونی چار ہوتا ہے۔ یہ ذہن و فہم کی رسائی کا بالکل ہی مختلف انداز ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ بچوں پر مذہبی عقائد اس وقت تک نہ ٹھونسے جائیں جب تک کہ وہ شعور کی عمر کو نہ پہنچ جائیں۔ میرے نزدیک تمام وہ سائنسی علوم جو تجربہ سے ثابت شدہ ہیں اور وہ ذرائع جو تہذیب و تمدن میں ممد ہیں مثلاً لکھنا پڑھنا علوم ریاضی اور حفظانِ صحت یہ بچوں کو ضرور سکھائے جانے چاہئیں۔ پھر جب وہ بچے شعور کی عمر تک پہنچ جائیں یعنی حدِ بلوغت کو تو پھر ان کو لڑنے قائم کرنے کا طریق اور تمام غیبی مظاہروں سے متعارف کرایا جائے۔

سوال: ۔ نام نہاد اخلاقیات مثلاً قتل نہ کرنا چوری نہ کرنا وغیرہ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: ۔ میرے نزدیک ہماری تعلیم میں یہ مسلمہ امر ہے جس کا عملی مظاہرہ قانون کے ذریعہ ہوتا ہے ایک حد مقرر ہے جس سے نیچے لوگ نہیں جا سکتے۔ مذہبی جماعت بار بار یہ اعلان کرتی ہے کہ اس پر ہی اخلاقیات کا انحصار ہے۔ دہریوں کا نظریہ اس کے برعکس ہے جو نیم قانونی رنگ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ ایک ذی شعور انسان ایسے اقدام کا ہرگز ارتکاب نہ کرے گا جسے اس کے عواقب کا بھی بخوبی علم ہو۔ یہ اقدار انسانی تمدن میں ودیعت ہیں۔ اور یہ باتیں بغیر گناہ جتلانے نیز پریشانی اور جرم کی تہمت لگائے بھی سکھائی جا سکتی ہیں۔

دہریوں کی جماعت متواتر مذہب کے ان تاریخی گناہوں کا ذکر کرتی رہتی ہے جن کا اس نے انسانیت کے خلاف ارتکاب کیا ہے...... جیسے کلیسیا کی مذہبی عدالتیں وغیرہ۔ لیکن میرے نزدیک مذہب کا سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ وہ اپنی ذات میں ناقص ہیں۔ مذہب لوگوں کو یہ کہتا ہے کہ تم بُرے ہو اس لئے اپنے گھٹنوں کے بل جُھک جاؤ۔ لیکن میں لوگوں کو کہتی ہوں کہ ہرگز ایسا نہ کرو۔ بلکہ کتب کا مطالعہ جاری رکھو۔ دوستوں سے ملو اور اپنی زندگی کے نادر تجربات سے استفادہ کرو اور ان ہی باتوں میں تم اپنے سوالات کا جواب پاؤ گے ۔

اظہارِ تشکر

گزشتہ سال ۷۸-۱۹۷۷ء میں شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے رسائل خالد تشحیذ الاذہان کی خریداری میں توسیع اور ان کے لئے اشتہارات کی فراہمی کے سلسلہ میں قائدین اضلاع کو ٹارگٹ مقرر کر کے دیا گیا تھا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے سب قائدین اضلاع نے ہی ان ہر دو امور میں سال ۷۸-۱۹۷۷ء میں بہت کوشش کی۔ تاہم قیادت ضلع لاہور قیادت ضلع شیخوپورہ، قیادت ضلع فیصل آباد۔ قیادت ضلع جھنگ قیادت ضلع سیالکوٹ قیادت ضلع کراچی نے خاص طور پر بہت تعاون فرمایا جس کے نتیجہ میں رسائل کی خریداری میں دو گنا اضافہ ہو چکا ہے خاکسار سب قائدین اضلاع کے پُرخلوص تعاون کے لئے ان کا بیحد ممنون اور شکر گزار ہے اللہ تعالیٰ رسائل کی خریداری اور اشتہارات کے حصول کے لئے سعی کرنے والوں اور خریداری قبول کرنے والوں اور اشتہارات دینے والے دوستوں کو بہترین جزا عطا فرمائے اور امسال پہلے سے بھی بڑھ کر تعاون کی توفیق عطا فرمائے ۔

(مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

بشیر انجینئرنگ انڈسٹریز لمیٹڈ

ایسوسی ایٹس آف

میسرز بشیر اینڈ کمپنی

ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر

گورنمنٹ کے منظور شدہ ٹھیکیدار برائے ملٹری ریلوے ٹیلیگراف ٹیلیفون۔ واپڈا اور دوسرے شعبہ جات

لوہے کے جستی تار نیز کاسٹ آئرن کے گھریلو استعمال

کے سیوریج پائپ اور لوہے کی ہر قسم کی چادروں کیلئے

ہمیں خدمت کا موقع دیں

ہیڈ آفس:- حمید منزل ۸۹ انارکلی لاہور فون ۵۴۷۸۳-۳۲۲-۴۱۳

شاخیں

(۱) لوہا مارکیٹ لاہور (فون نمبر ۵۶۰۲۳)

(۲) کے ایم سی ۷، گارڈن مارکیٹ لارنس روڈ کراچی (فون نمبر ۷۸۵۶۴)

فیکٹری:- ۲۲ کلومیٹر لاہور شیخوپورہ روڈ) لاہور

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

کی

یورپ سے تشریف آوری کے موقع پر

جناب چوہدری محمد علی مضطر

آنسوؤں کی بھری بہار کے بعد — چاند نکلا ہے انتظار کے بعد

فرش پر عرش کا نزول ہوا — تیرے بیمار کی پکار کے بعد

پھول ہیں یا کسی کے نقشِ قدم — اک بہار آئی ہے بہار کے بعد

دل کے بازار میں چراغاں ہے — داغ ہنسنے لگے شمار کے بعد

عظمتوں کو عظیم تر پایا — سر اٹھایا جو انکسار کے بعد

بات دل کی زباں پر آ نہ سکی — یار آیا تھا انتظار کے بعد

حال مضطر کا غیر تھا کب سے
آج بہتر ہے وصلِ یار کے بعد
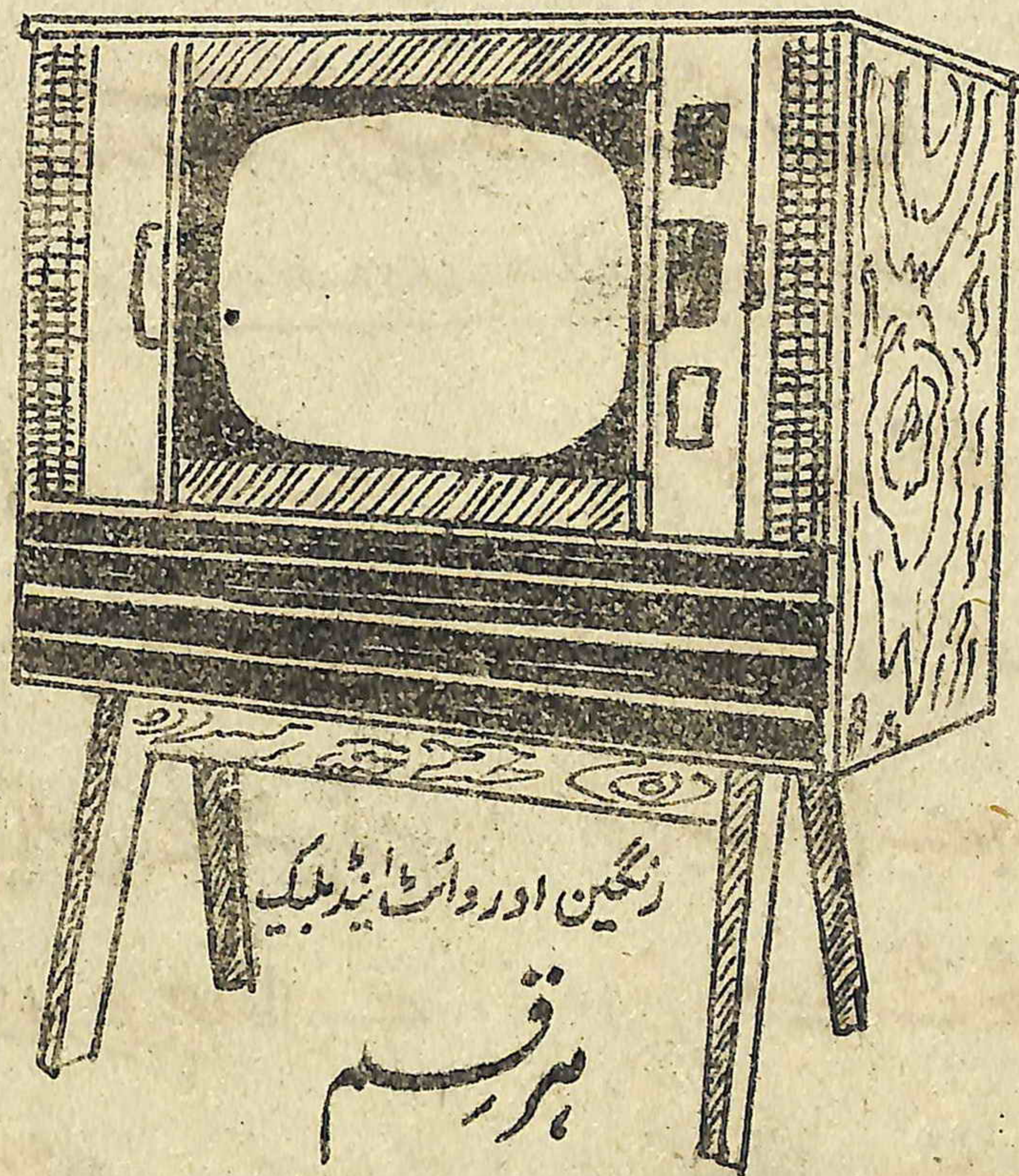
سفرِ یورپ

(جناب میجر منظور احمد ۔ ساہیوال)

جس دیس میں جا کر وہ کچھ روز گزار آئے

اُس دیس کی راہوں کو قدموں سے سنگھار آئے

اسلام پہ چل کر ہی ملتی ہے نجاتِ آخر

ہر اک کو بتا آئے ہر سمت پکار آئے

عرفان کے پانی کے چھینٹے بھی دیئے تا کہ

پھولوں پہ نکھار آئے شعلوں کو قرار آئے

کچھ لوگ جو برسوں سے ظلمات میں رہتے تھے

وہ اُن کے نصیبوں کو قرآں سے سنوار آئے

اب حضرت عیسےٰؑ کو تم عرش پہ کیوں سمجھو؟

انجیل سے قرآں سے وہ تو انہیں مار آئے

"لا ڈالیں گے ہر دل کو قدموں میں محمدؐ کے"

شاہد ہے خدا اس پر یہ قول وہ ہار آئے

اس نام کی مے سے کچھ منظور کو بھی ساقی

جس نام کی مے پی کر عیسےٰؑ سرِ دار آئے
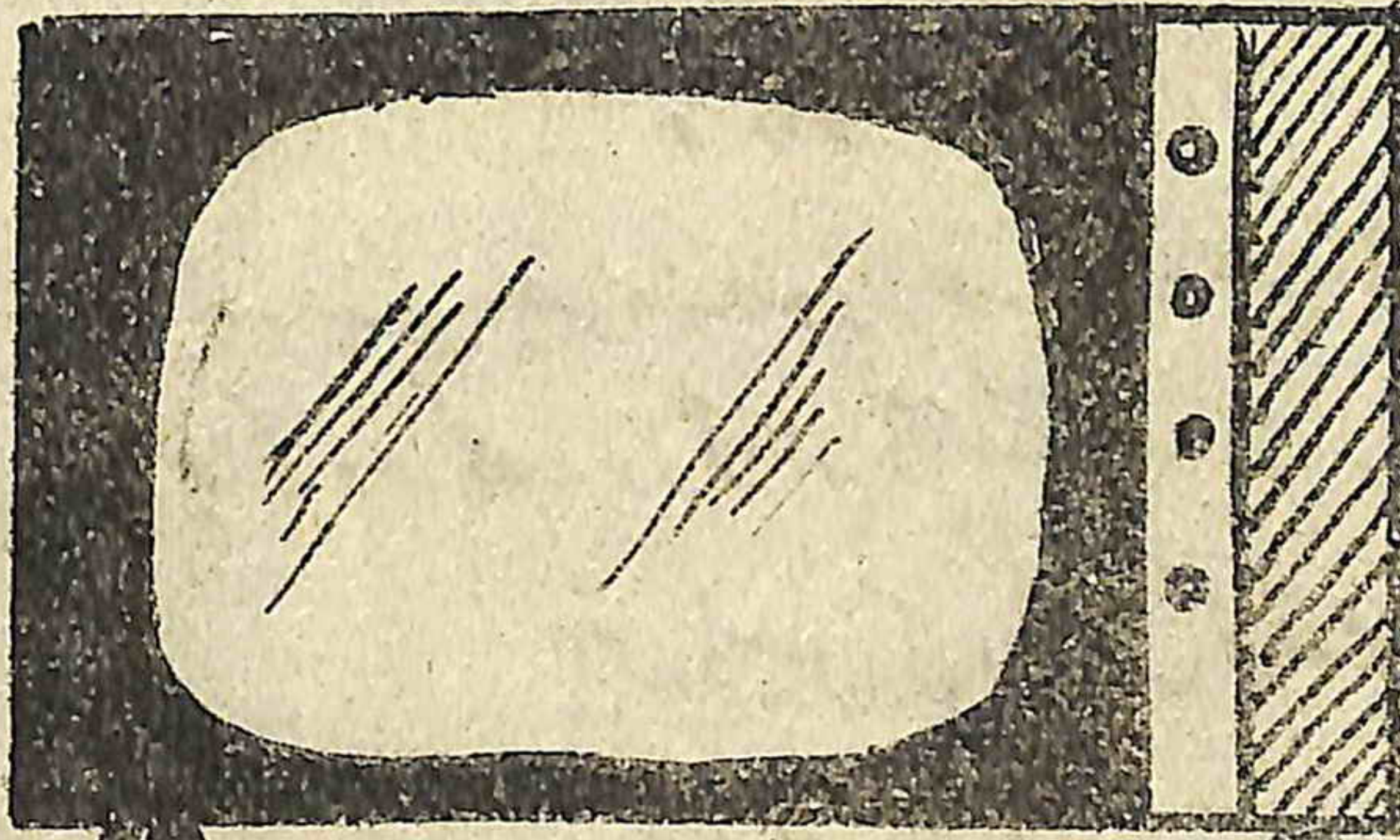
مزاجِ یورپ بدل رہا ہے

وہ ایک چہرہ!!

(جناب عبدالکریم قدسی - شاہدرہ - لاہور)

وہ ایک چہرہ
حسین چہرہ
جو تیغ و تیر و سناں
سے ہٹ کر
جو کفر کی آندھیوں میں
ڈٹ کر
دلوں کو یوں فتح کر رہا ہے
مثال خوشبو بکھر رہا ہے
وہ ایک چہرہ
حسین چہرہ
جو زخم کھا کر بھی مسکرانے کا
ڈھنگ سب کو سکھا رہا ہے۔
عجیب باتیں سُنا رہا ہے۔
جو اپنے دل کی
جبیں پہ
شکنِ ملال تک بھی نہیں ہے لاتا
شکایتوں کا زباں پہ
حرفِ سوال تک بھی نہیں ہے لاتا

وہ ایک چہرہ
حسین چہرہ
گلوں کی رنگت
کلی کی نکہت
رضا کا پیکر
وفا کا پیکر
گلاب صورت
وفا کی مورت
محبتوں کا
شرافتوں کا
صداقتوں کا
رفاقتوں کا
حسین تصوّر
جو مسکرانے کے خوبصورت
حسین سانچے میں ڈھل رہا ہے
مزاجِ یورپ بدل رہا ہے
وہ ایک چہرہ
حسین چہرہ

ـــ ٭ ـــ

ممبران مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ سال ۱۳۵۶-۵۷ ہش / ۱۹۷۷-۷۸ء سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہمراہ

Monthly **KHALID** Rabwah

Regd. No. L5830 *Editor* : HAFIZ MUZAFFAR AHMAD January 1979

صرف ٹائٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا